حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہ کا روضہ مبارک (بصرہ عراق)

جنت البقیع، جہاں حضرت سیدہ فاطمہؓ، حضرت امام حسینؑ،
حضرت زین العابدینؓ، حضرت امام محمد باقرؓ، امام جعفر صادقؓ، مدینہ منورہ

مقام سر مبارک حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام (دمشق شام)

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
۷۸۶ - ۹۲

وَهُوَ مُحْسِنٌ ----- قرآن
اور وہ بڑا نیکو کار حسن پیدا کرنے والا بھی ہو

قرآن و حدیث اور تاریخ اسلام کے مستند حوالوں سے لکھی گئی
حضرت سیدنا امام حسینؑ علیہ السلام کے حالات پر ایک شاندار کتاب

حُسنِ حُسینؑ

HUSN-E-HUSSAIN

وہ شاہ صبر و رضا وہ مجاہد اسلام
ہزار اس پہ درود ہزار اس پہ سلام

بار اول
جمعرات ۱۰/ محرم ۱۴۱۹ھ
مطابق ۷/ مئی ۱۹۹۸ء

مرتبہ

مولانا غوثوی شاہ

(خلف خلیفہ و جانشین حضرت پیر سیدی صحوی شاہ صاحب قبلہؒ)
جامع السلاسل قادری چشتی نقشبندی، سہروردی، طبقاتی اکبری و اویسی

ناشر: ادارہ النور، بیت النور، 16-3-845 چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔ انڈیا۔

اِنتساب ....!

بنام

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

(فرزند و جانشین حضرت سیدنا امام حسینؑ علیہ السلام)

اللهم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد بارک و سلم

مولف فقیر

غوثوی شاہ

جمعرات ۱۰/ محرم ۱۴۱۹ھ

مطابق ۷/ مئی ۱۹۹۸ء

"بیت النور"

چنچلگوڑہ، حیدرآباد۔

ماخذ کتاب

○ تاریخ الخلفاء راشدین ○ تاریخ طبری ○ تاریخ الفخری ○ اسد الغالبہ

○ تاریخ ابن اثیر ○ ابن عساکر ○ " الحسین " مرتبہ محترم عمر ابوالنصر (مصری)

○ " خون پارے " مرتبہ حضرت صحوی شاہ صاحبؒ ○ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (انگریزی)

حضرت سیدنا امام حسینؓ کا درود بہ حضور خیر الانامؐ

○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَوَّلِ

اے خدا! ہمارے سردار حضرت محمدؐ پر رحمت بھیج جو ہر ایک چیز کا اول

كُلِّ شَيْءٍ وَاَوْسَطِ كُلِّ شَيْءٍ وَاٰخِرِ كُلِّ

اور ہر ایک شئی کا اوسط اور ہر ایک چیز کا

شَيْءٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ

آخر ہیں؛ ایسی رحمت نازل کر جس کو تو پسند کرتا ہے اور تیری رضا کے

عِتْرَتِهٖ وَاَحْفَادِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَعَشِيْرَتِهٖ

قابل ہے اور آپ کی آل اور کنبہ اور اصحاب اور آپ کے گروہ پر بھی جو

مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْاَوْلِيَاءِ

نبیؐ اور رسولؐ اور صالحین

الصَّالِحِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

اور اولیٰ ۔ اپنی رحمت کے ساتھ اے سب سے بڑھ کر رحمت کرنے والے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

نہیں کوئی معبود ۔ مگر اللہ اور محمدؐ رسول ہیں اللہ کے

رمز قرآن از حسینؑ آموختیم

ڈاکٹر علامہ سر محمد اقبالؒ

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر — معنی ذبح عظیم آمد پسر

ہیں اسماعیل بائے بسم اللہ — معنی ذبح عظیم حسینؑ ہیں

موسیٰ و فرعون و شبیرؑ و یزید — ایں دو قوت از حیات آپدید
فرعون کے لئے موسیٰ یزید کے لئے حسینؑ — یہ دو قوت ہیں ظہور زندگی کے لئے

سرّ ابراہیمؑ و اسمعیلؑ بود — یعنی آں اجمال را تفصیل بود
ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کا جو راز تھا — وہاں اجمال تھا یہاں تفصیل تھی

زندہ حق از قوت شبیریؑ است — باطل آخر داغ حسرت میری است
زندہ حق ہے قوت شبیری سے — باطل آخر باطل ہے نابود ہونے والا

رمز قرآن از حسینؑ آموختیم — زآتش او شعلہ ہا اندوختیم
رمز قرآن کو سیکھا حسینؑ سے — جیسے آگ سے شعلے نکلتے رہتے ہیں

اے باد صبا اے پیک دور افتاد گاں — اشک مابر خاک پاک او رساں
اے باد صبا اے قاصد فراق زدہ — میری طرف سے چند آنسوں کا تحفہ وہاں پہنچا

نقش الا اللہ بر صحرہ نوشت — سطر عنوان نجات مانوشت
صحرا پہ نقش الا اللہ کا ..... — لکھ دیا حسینؑ نے امت کو بخشوانے

قافلہ حجاز میں ایک حسینؑ بھی نہیں — گرچہ ہے تابدار ابھی گیسوئے فرات
غریب و سادہ رنگین ہے داستان حرم — نہایت اس کی حسینؑ ابتدا ہے اسماعیلؑ

آنحضور صلعم اور حضرت سیدہ فاطمہؓ

○

حضرت سیدہ فاطمہؓ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

○

آنحضور صلعم نے اپنی چہیتی بیٹی حضرتہ سیدہ فاطمہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا
یَا فَاطِمَةُ اَلَا تَرْضِیْنَ اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَةَ النِّسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔
اے فاطمہؓ! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم جنت کی ساری عورتوں کی سردار ہو جاؤ یا تمام مومن عورتوں کی سردار ہو جاؤ۔ (رواہ بخاری و مسلم)

○

سیدۃ النساء سیدہ فاطمہ بنت رسولؐ اللہ پہ لاکھوں درود و سلام

○

حضرت مسور ابن مخرمہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ
فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ (بخاری)
فاطمہؓ میرے گوشت کا ایک ٹکڑا ہے پس جس کسی نے بھی فاطمہؓ کو غضبناک کیا (گویا اس نے) مجھ کو غضبناک کیا (اور قرآن کہتا ہے کہ جس نے حضورؐ کو غضبناک کیا اس نے خدا کو غضبناک کیا اور اس پر خدا کا غضب اور عذاب نازل ہوا۔) (رواہ بخاری و مسلم)

قارئین ذرا ایمانداری سے بتائیں کہ حضورؐ کی چہیتی بیٹی کے چہیتے بیٹے حضرت حسینؓ اور ان کے ننھوں کو قتل کرنے سے کیا حضرت سیدہ فاطمہؓ غضبناک نہیں ہوتی ہونگی۔
(یزید لعین پر ہماری طرف سے خدا لاکھوں لعنتیں بھیجے۔۔۔ آمین)

آنحضور صلعم اور سیدنا علیؓ

○

خیبر کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں یہ جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ سے خداوند تعالیٰ قلعہ خیبر کو فتح کرائے گا اور وہ شخص اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھے گا اور اللہ اور اللہ کا رسول ہے ؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ: کوئی جا کر ان کو بلا لائے۔ چنانچہ جب ان کو بلایا گیا تو رسول اللہ صعلم نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگایا اور وہ فوری اچھی ہوگئیں۔ گویا پہلے دکھتی ہی نہ تھیں۔ پھر آپ نے ان کو جھنڈا عطا فرمایا۔

حضرت علیؓ کے ذریعہ قلعہ خیبر فتح ہوا۔ اسی لئے آپ کو فاتح خیبر کا خطاب ملا۔ (رواہ بخاری و مسلم)

○

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا دَارُ الْحِکْمَتِهِ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌ بَابُهَا۔

میں علم کا شہر ہوں اور حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ اس کے دروازہ ہیں۔ (ترمذی)

○

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ عَلِیًّا مِّنِّیْ وَ اَنَا مِنْهُ
وَهُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ

بے شک علیؓ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں (علیؓ سے) ہوں۔ (رواہ ترمذی)

علیؑ بمنزلت ھارونؑ

○

آنحضور صلعم نے حضرت علیؓ سے مخاطب ہو کر کہا:
اے علیؑ تم میرے لئے ایسے ہی ہو جیسے موسیٰؑ کے حق میں ہارونؑ تھے (وزیر کی حیثیت سے) البتہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

○

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے قسم کھا کر فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا اور یہ وصیت کی کہ:

اَنْ لَا یُحِبُّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ

یعنی مجھ سے صرف مومن ہی محبت رکھے گا۔ اور منافق (ہی مجھ سے بغض و عداوت رکھے گا) (بخاری و مسلم)

○

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ

جس شخص کا میں دوست و آقا ہوں، پس علیؑ بھی اس کے حق دوست و آقا ہیں۔ (احمد، ترمذی)

○

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بھنا ہوا (Fried) پرندہ رکھا تھا کہ آپ صلعم نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ ائْتِنِیْ بِاَحَبِّ خَلْقِکَ اِلَیْکَ۔ یَاْکُلُ مَعِیْ ھٰذَا الطَّیْرَ فَجَاءَہٗ عَلِیٌّ فَاَکَلَ مَعَہٗ

یعنی۔ اے اللہ تو میرے پاس اس شخص کو بھیج جو تجھ کو اپنی مخلوق میں بہت پیارا

ہے تاکہ وہ میرے ساتھ اس پرندا کو کھائے۔ اس دعا کے بعد آپ کی خدمت میں علیؑ حاضر ہوئے اور آپ کے ساتھ پرندہ کا گوشت کھایا۔ (ترمذی)

○

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے علیؑ کو بلایا اور ان سے سرگوشی کی (یعنی کان میں آہستہ سے کچھ کہا) جب کچھ دیر ہوگئی تو لوگوں نے کہا دیکھو رسول اللہ صلعم نے اپنے چچا کے بیٹے سے دیر تک سرگوشی کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکر فرمایا:

مَا انْتَجَیْتُهٗ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ

یعنی میں نے نہیں بلکہ اللہ نے علیؑ سے سرگوشی کی ہے۔ (رواہ، ترمذی)

○

"حضرت علیؓ سے منافق محبت نہیں رکھتا"

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

لَا یُحِبُّ عَلِیًّا مُنَافِقٌ وَّلَا یُبْغِضُهٗ مُؤْمِنٌ۔

یعنی علیؓ سے منافق محبت نہیں رکھتا۔ اور مومن علیؑ سے بغض و عداوت نہیں رکھتا۔ (رواہ احمد ترمذی)

○

جس نے سیدنا علیؓ کو برا کہا گویا اس نے حضور اکرم صلعم کو (معاذ اللہ) برا کہا۔

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے:

مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ

جس نے علیؑ کو برا کہا گویا مجھ کو برا کہا۔ (رواہ احمد)

○

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے معاملہ میں دو شخص (دو جماعتیں ہلاک ہوں گی (یعنی گمراہی میں مبتلا ہوں گی) ایک تو وہ جو حد سے زیادہ مجھ (علیؓ) سے محبت کرے گا۔ اور مجھ میں وہ خوبیاں بتائے گا جو مجھ میں نہیں ہوں گی۔ دوسرا وہ جو میرا دشمن ہوگا اور مجھ سے دشمنی اس امر پر آمدہ کردے گی کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے۔

○

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبویؐ کے (اندر سے) تمام لوگوں کے گھروں کے دروازوں کو بند کروادیا مگر ایک علیؓ کا دروازہ مسجد کی طرف باقی رکھا۔ (ترمذی)

قرآن اور حسینؓ
واقعہ کربلا کی پیش گوئی

○

قرآن ماضی، حال اور مستقبل کی کیفیت بیان کرتا ہے۔ بعض اہل کشف مفسرین نے حسب ذیل آیت کو "واقعہ کربلا" کی پیش گوئی سے تعبیر کیا ہے اور میرے والد بزرگوار محترم جو مفسر قرآن بھی تھے، (یعنی حضرت مولانا صحوی شاہ صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ) نے اپنی ایک تقریر کے دوران فرمایا کہ "اس آیت کا حرف بہ حرف مصداق اگر ہے تو وہ صرف حضرت حسینؓ کی ہی ذات گرامی اور واقعہ کربلا ہے۔" چوں کہ ایسی کڑی آزمائش سوائے حضرت حسینؓ کے نہ آنحضور صلعم کو آئی اور نہ کسی اور صحابہ کرامؓ کو، سوائے اس کے کہ حضرت سیدنا عمرؓ، حضرت سیدنا عثمانؓ، حضرت سیدنا علیؓ شہید

کردئے گئے ۔ اور اس آیت کا تعلق مستقبل قریب سے ہے۔ (آیت نقص اموال (واقعہ کربلا)

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ○ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ○ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ○

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ○

اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں بلکہ حقیقت میں وہ زندہ ہیں۔ جس کا تم کو شعور نہیں اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میوؤں (ننھی جانوں) کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے۔ پس خوش خبری ہے صبر کرنے والوں کے لئے (ان صابروں پر) جب کوئی (اقتضائی) مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں، ہم خدا ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی خاص مہربانی اور رحمت ہے۔ اور یہی لوگ ہدایت پانے والوں میں ہیں۔

قارئین ...... دیکھا آپ نے کربلا سوائے حضرت حسین علیہ السلام کے ایسی کڑی آزمائش میں پورا اترا ہے

قرآن اور حسینؑ
مناظرہ حق و باطل میں

○

حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ اپنے پیارے نانا آنحضور صلعم کے ساتھ کمسنی میں پہلا قدم قرآن مینجس کا یوں تذکرہ ہے:

"تلک الرسل" پارہ تین، رکوع ۱۴، سورہ آل عمران میں ۶۱ ویں آیت:

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ ۳/۱۴

ترجمہ:۔ پھر اگر یہ لوگ عیسیٰ کے بارے میں آپؐ سے جھگڑا کریں اور آپ کو حقیقت الحال معلوم ہو ہی چکی ہے تو ان (عیسائیوں سے) کہنا کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلاؤ اور ہم خود بھی آئیں اور تم خود بھی آؤ۔ پھر دونوں فریق (خدا) سے دعاء التجاء کریں اور جھوٹوں پر لعنت بھیجیں۔

اس حکم خداوندی کی تعمیل میں حضرت سیدالکونین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے "ابناء نا" کے تحت حضرت امام حسینؑ کو اپنے گود میں لے لیا اور امام حسنؑ کو اپنے بائیں ہاتھ سے حضرت امام حسنؑ کے سیدھے ہاتھ کو تھام لیا۔ اور "نساء نا" کے تحت اپنی بیٹی سیدۃ النسا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اور "انفسنا" کے تحت خود اپنی ذات مبارکہ اور اپنے داماد، سیدنا علی کرم اللہ وجہ کو

ساتھ رکھ لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔"

ادھر قوم عیسائی کی طرف بھی کچھ لوگ "مباہلہ" کے لئے تیار ہو کر آئے تھے اور ان میں سے نجران کے سب سے بڑے نصرانی عیسائی عالم پادری (بشپ) نے جب آنحضورؐ کو اور آپ کے اہل بیت کو دیکھا تو کہنے لگا ... اے جماعت نصاریٰ!

میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ کو ہٹا دینے کی دعا کریں! تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان کی دعا کی برکت سے پہاڑ کو بھی اپنی جگہ سے ہٹا دے گا۔ یہ سنکر نصرانیوں (عیسائیوں) نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ مباہلہ کی تو ہمارے رائے نہیں ہے۔ آخر کار انھوں نے جزیہ دینا منظور کیا مگر مباہلہ کے لئے تیار نہ ہوئے۔

.... قارئین دیکھا آپ نے کہ آنحضور صلعم نے کیسے کھٹن مرحلے میں اپنے پیاروں کو حق اور حقانیت کے لئے لا ٹھہرا کیا۔ دیکھا آپ نے شان حسنؓ شان حسینؓ شان سیدہ فاطمہؓ اور شان سیدنا علیؓ کو .... قرآن نے ابناء نا ... نساء نا ... اور انفسنا ... کہکر انھیں پکارا ہے .... قارئین۔ قوم نصاریٰ نے ان مبارک چہروں کو دیکھ کر "مباہلہ" سے توبہ کی اور "جزیہ" دینا قبول کیا مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے "یزیدیوں" نے محمد رسول اللہ کے گودوں میں کھیلنے والوں کے ساتھ خون کی ہولی کھیلی ہے۔

.... قیامت کے دن اپنے آقا کو جب وہ منہ دکھائیں گے تو قاتلان حسین بن کر، اور ان کے ہاتھوں سے خون شہیداں بہہ رہا ہوگا۔

لعنت ہے یزید اور اسکے تمام شریروں پر جو قتل حسینؓ میں شامل ہیں۔

سورۂ آل عمران کی 61 ویں آیت میں "تذکرہ حسینؓ" دراصل سن 61 ہجری سے مراد ہے چونکہ حضرت حسین علیہ السلام کو اکسٹھ ہجری میں شہید کر دیا گیا۔

واضح باد کہ اس 61 ویں ہجری آیت سے متعلق ہماری اس کتاب "حُسن حسینؓ" سے پہلے کسی نے بھی اس راز کو فاش نہیں کیا یہ بھی حسینی کرامت ہے۔ (یہ کشف غوثوی ہے)

قرآن اور حسینؑ

بہ وقت عصر، قتلِ امامؑ عصر

شہید اعظم کا وقت قتل

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ
اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

وقت عصر کی قسم (۱) بے شک انسان بڑے نقصان میں ہے (۲)
مگر جو لوگ ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق (بات) کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔ (۳)

سانحہ کربلا کے آخری شہید، شہید اعظم حضرت امامِ حسین علیہ السلام کی شہادت کے وقت کی قسم خدا نے کھا کر کہا کہ انسان بے شک بڑے خسارے میں ہے۔ مگر وہ لوگ خسارے اور نقصان میں نہیں جو اہل ایمان اور صالحین ہیں وہ لوگ جو ایکدوسرے کو حق اور حقانیت پر ٹکنے کی تلقین کرے اور مصائب و حالات پر جم کر ٹکنے کی تاکید کرے۔

سورۂ عصر اور اس کی معنویت

...... قارئین ......

بعض اہل کشف مفسرین اور علمائے سنت نے اس " سورہ عصر " کو بھی حضرت امام حسین سے متعلق بتایا ہے ۔ قارئین ... فقیر غوثوی شاہ نے ان تین آیتوں کو تین "شہیدوں سے تعبیر کیا ہے جو صرف ایک سے تعلق رکھتے ہیں والعصر ○ بہت مختصر آیت کا ایک حصہ جس سے ننھے حضرت علی اصغرؑ مراد ہیں جو ظالموں کا ایک تیر حلق میں لگنے سے شہید ہوگئے ۔ دوسری آیت انسان کے خسارے جو اوسط درجے کی آیت ہے جس کا تعلق حضرت علی اکبرؑ سے ہے جو ۱۷ ۔ ۱۸ سال کی عمر مبارک کو اسی سانحہ کربلا میں شہید ہوگئے ۔ اسی طرح اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا والی بڑی آیت جو شہادت سے پہلے حضرت حسینؑ نے حق و حقانیت پر ٹکنے اور صبر کرنے کی جو تلقین کی ہے یعنی حضرت حسینؑ سے تعلق رکھتی ہے ۔ ویسے آپ کے ساتھ دوسرے اہل بیت بھی شہید ہوگئے مگر یہاں صرف تین ہستیوں کے تعلق سے روشنی ڈالی گئی ۔ جو ایک ہی نفس سے تعلق رکھتی ہیں ۔ قارئین یہ ضروری نہین ہے کہ آپ میرے اس خیال سے متفق ہوجائیں چوں کہ ہر ایک کی سوچ الگ الگ ہوتی ہے ۔ یعنی

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

قرآن اور حسینؑ
آیت تطہیرا اور اہل بیتؓ

○

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡهِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَهِّرَکُمۡ تَطۡهِیۡرًا ۝

اے پیغمبر خدا کے اہل بیت، خدا چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کا (میل کچیل) یعنی شرک محبت غیر دور کردے اور تمھیں بالکل پاک و صاف کردے...

حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن سیاہ کمبل اوڑھے تشریف فرما تھے کہ اتنے میں حضرت امام حسینؑ آئے آپؐ نے ان کو کمبل میں لے لیا۔ پھر امام حسینؑ۔ ان کو بھی کمبل میں لے لیا اور پھر سیدہ فاطمہؓ زہرا آئیں تو ان پر بھی کمل ڈالدیا۔ آخیر میں حضرت علیؓ آئے تو انھیں بھی کمل اڑادیا اور یہ آیت تطہیر تلاوت فرمائی۔۔ **انما یرید اللہ ــــ تطہیرا۔** ۝

☆ قارئین خدا نے اپنے فضل و کرم سے جنھیں پاک و صاف کردیا ہو جو آل پاکؑ کہلاتے ہیں۔ جنھیں حضورؐ کی نورانی کمبل نے چھپا رکھا ہو۔ ان کی جتنی بھی توصیف اور منقبت کی جائے کم ہے۔ افسوس کہ ایسے پاکیزہ ہستیوں کو یزید لعین (لعنۃ اللہ علیہ) نے قتل کرکے، فرعون و ہامان کو شرمندہ کیا ہے۔

زمین و آسمان میں بسنے والی تمام مخلوق اور ریگستانوں کے تمام ریگ کے برابر یزید پر خدا کی لعنت۔ اور حضرت سیدنا امام حسینؑ اور آل حسینؑ پر بے شمار تا ابد درود و سلام ہو۔

نور و ظلمت

○

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوقًا (قرآن)

کہدو کہ۔۔ حق آگیا اور باطل نابود ہوگیا اور باطل نابود ہی ہونے والا ہے۔)

جہاں حق و حقانیت کا نام آئے گا۔ وہاں حسینؑ ہی کا تصور ابھرے گا۔ اور جہاں ظلم و ظلمت کا نام آئے گا۔ وہاں یزید اور یزیدیت کا تصور کیا جائے گا۔

وہ اس لئے کہ!

○

ستیزہ کار ، رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطویؐ سے شرار بو لہبی

○

یہ ظلمت و نور کا تصادم ازل سے جاری ہے زندگی میں
یزید شمعیں بجھارہا ہے حسینؑ شمعیں جلا رہے ہیں

آنحضور صلعم اور حضرت حسینؑ

○

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ جب یہ آیت فقل تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم (یعنی بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو اور تم بلاؤ تمہارے بیٹوں کو) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ، حضرتہ فاطمہؓ اور حضرت حسینؑ کو بلوایا اور فرمایا:

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَآءِ اَہْلِ بَیْتِیْ

اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ (رواہ مسلم)

○

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کے۔

حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ حُسَیْنٍ

اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْناً حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْاَسْبَاطِ ہ (راوہ ترمذی)

حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ جس کسی نے حسینؑ سے محبت کی خدا نے اس سے محبت کی اور حسین میری بیٹی کا بیٹا ہے۔

○

مُشابہت

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ حسنؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت (شکل و صورت میں) سر سے لیکر سینہ تک مشابہہ ہیں اور حسینؑ (سینہ سے قدموں تک) حضورؐ کے مشابہہ ہیں۔ (ترمذی)

○

اہل بیت کشتی نوحؑ کی مانند

حضورؐ نے فرمایا کہ "میرے اہل بیت" تمہارے لئے "کشتی نوح" کی مانند ہیں جو شخص کشتی میں سوار ہوگا اس نے نجات پائی اور جو کشتی میں سوار ہونے سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہوگیا۔ (رواہ احمد)

اہل بیت سے محبت رکھنا ہی کشتی میں سوار ہونے کے مانند ہے اور اہل بیت سے بغض رکھنا طوفان ظلمت میں گرجانے کے برابر ہے۔

○

آنحضور صلعم اور حضرت حسن علیہ السلام

○

حضرت براء صحابیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسنؑ بن علیؑ آپؐ کے کاندھے مبارک پر (بیٹھے) ہیں اور آپ صلعم یہ فرمارہے ہیں کہ:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ وَفَاَحِبَّہٗ

اے اللہ میں اس سے (حسنؑ سے) محبت رکھتا ہوں تو بھی اے اللہ اس سے محبت فرما۔ (بخاری، مسلم)

آنحضور نے حضرت حسنؓ کو سید کہا

○

حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حسن بن علیؓ آپ کے گود میں (مانڈھی) پر بیٹھے آپؐ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حسن بن علیؓ کی طرف فرماتے جاتے کہ:

اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ہ

(یعنی آپؐ کے بڑے نواسے حضرت حسنؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) میرا یہ بیٹا (حسنؓ) سید (سردار) ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے فریقوں کا (اختلاف دور کرادے گا) یعنی یہ دوفریقوں کے درمیان صلح کرادے گا۔ (چنانچہ ایک عرصہ بعد آپؐ کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی)

○

حضرت حسنؓ اور حسینؓ میں حضورؐ کی مشابہت تھی۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حسن بن علیؓ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت میں کوئی شخص نہیں تھا اور حسینؓ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہہ تھے۔ (بخاریؒ)

"یہ جو صورت ہے تیری صورت جاناں ہے یہی"

○

حضرت علیؓ، حسنؓ اور حسینؓ سے جنگ گویا آنحضور صلعم کے ساتھ جنگ کرنے کے مترادف ہے۔ حضرت زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ، سیدہ فاطمہؓ اور حسنؓ و حسینؓ کی نسبت فرمایا کہ:

اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَسَلِمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ

جو کوئی شخص بھی ان لوگوں (علیؑ، فاطمہؓ حسنؑ اور حسینؑ) سے لڑے یا جنگ کرے تو میں بھی اس سے جنگ کرنے والا لڑنے والا ہوں اور جو شخص ان لوگوں سے مصالحت کرے میں اس سے صلح کرنے والا ہوں۔ (ترمذی)

☆قارئین بتائیں کہ حضرت حسینؑ کے ساتھ جنگ آنحضورؐ کے ساتھ جنگ کے مترادف نہیں، کیا اب بھی یزید لعنت کے قابل نہیں! بے شک یزید لعنت کے قابل ہے۔ اور اس پر خدا کی لعنت ہو۔۔۔۔ آمین

نجات کی دو بھاری چیزیں

○

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں ان میں سے پہلی چیز خدا کی کتاب ہے جس میں ہدایت ہے تم خدا کی کتاب کو مضبوط پکڑ لو اور اسی پر مضبوطی سے قائم رہو اور دوسری چیز:

ثُمَّ قَالَ وَاَہْلُ بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَہْلِ بَیْتِیْ

میرے اہل بیت ہیں، میں تم کو خدا سے ڈراتا اور خدا کو یاد دلاتا ہوں کہ تم میرے اہل بیت (کی عظمت) کو نہ بھولنا اور جو شخص (ان باتوں کو) چھوڑ دے گا گمراہ ہو گا۔ (رواہ مسلم)

قارئین سوچیں کہ یزید لعین اور اس کے لشکر نے کہاں تک اپنے پیغمبر صلعم کی (اس حدیث) فرمان نبویؐ کی للاج رکھی ہے۔۔۔۔۔یقیناً یزید لعین اور اس کا سارا لشکر خدا کے غیض و غضب کا شکار ہوا ہے اور وہ یقیناً جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ لعنت ہے یزید لعین پر بے شمار۔

حضرت حسنؑ اور حسینؑ جنت کے سردار ہیں

○

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ:

اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ سَیِّدُ الشَّبَابِ اَہْلِ الْجَنَّتہِ ۔۔۔

یعنی حسن اور حسینؑ نوجوان جنتیوں کے سردار ہیں۔ (رواہ ترمذی)

آنحضور صلعم حضرت حسینؑ کے چاہنے والوں کو بھی چاہتے ہیں

○

آنحضور صلعم اپنے دونوں نواسوں کو دو بازوں میں لیئے ہوئے ان پر چادر مبارک ڈال کر فرمایا:

ہٰذَا اِنَّ ابْنَایَ وَ ابْنَا اِبْنَتِیْ اَللّٰھُمَّ اِنْ اَحَبَّ ھُمَا فَاَحِبُّ ھُمَا مَنْ یُّحِبُّ ھُمَا

(حسن اور حسینؑ) یہ دونوں میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ میں ان سے (حسنؑ اور حسینؑ) سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اے اللہ ان سے محبت کر اور جو شخص ان سے محبت کرے تو بھی ان سے محبت کر۔۔۔۔ (ترمذی)

یہ اللہ کا بڑا فضل و کرم ہے کہ اس نے ہم کو محبت حسنین علیھم السلام کی دولت سے مالا مال کیا ہے۔ قارئین یاد رکھیں۔

حضرت سیدنا امام حسنؑ و امام حسینؑ علیھم السلام کی محبت ہی ایمان ہے۔

آنحضورؐ کے دو پھول

○

آنحضور صلعم نے فرمایا: ھُمَا رَیْحَانَایَ مِنَ الدُّنْیَا۔
بے شک حسنؓ و حسینؓ دونوں میری دنیا کے دو پھول ہیں (رواہ بخاری)

○

دو گل از گلشن دولت دمیدہ!
دو سرواز باغ خوبی قد کشیدہ!

○

دو پھول خوشنما گلشن دولت میں کھلے ہیں
دو سرو خوشنما، باغ خوبی میں کھڑے ہیں

(غزنوی)

0000

خواب میں واقعہ کربلا اور حضور اکرمؐ

○

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اس حال میں دیکھا کہ دوپہر کا وقت ہے اور آپ صلعم پریشان حال غبار آلود ایک شیشی ہاتھ میں لیئے ہوئے ہیں۔ جس میں خون بھرا ہوا ہے میں نے عرض کیا بابی انت و امی ماھذا۔
میرے ماں باپ آپ پر فدا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وصلعم یہ کیا شئے ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ھٰذَا دَمُ الْحُسَیْنِؑ وَاَصْحَابِہٖ
یعنی یہ خون حسینؑ ہے اور ان کے ہمراہیوں کا بھی خون ہے جس کو میں صبح سے اس وقت (عصر) تک اس شیشی میں اکٹھا کرتا رہا ہوں۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ خواب میں جو وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا میں نے اس کو یاد رکھا تو حضرت حسینؑ علیہ السلام اس وقت قتل کیئے گئے

محبت حسینؑ کے لئے اپیل

○

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم خدا سے اسلیئے محبت کرو کہ وہ غذا اور اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے۔ اور مجھ سے محبت اس لیئے کرو کہ تم خدا سے محبت رکھتے ہو۔
اور میرے اہل بیت سے محبت میری محبت کی خاطر رکھو (رواہ ترمذی)

0000

بیکار ہے یہ نالہ و شیون یہ اشک و آہ
دل میں اگر نہیں ہے محبت حسینؑ کی

حضرت حسینؓ کی ولادت کا خواب

○

حضرت ام فضلؓ بنت حارث کہتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آج رات بہت برا خواب دیکھا ہے۔ آپ کے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا کٹ کر میری گود میں آگرا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تو نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ انشاء اللہ فاطمہؓ کو ایک لڑکا ہوگا اور تو اس کو گود میں لے کر بیٹھے گی۔

شہادت کی پیشن گوئی

○

جیسا کہ آنحضور صلعم نے حضرت ام فضلؓ بنت حارث کو خواب کی تعبیر بتادی تھی۔ چنانچہ حضرت سیدہ فاطمہؓ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا یعنی (حضرت حسنؓ کے بعد) حضرت حسین علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور ام فضلؓ بنت حارث نے حضرت حسینؓ کو گود میں لیکر دل بہلانا شروع کیا۔ ایک وقت ام فضلؓ بنت حارث نے حضرت حسینؓ کو آنحضور صلعم کے گود میں دے کر کہیں چلی گئیں جب وہ لوٹ کر آئی تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک اور پیاری پیاری آنکھوں سے آنسوں موتیوں کی طرح جھڑ رہے ہیں۔ تب ام فضلؓ بنت حارث نے حضورؐ سے رونے کا سبب دریافت کیا آپؐ نے بتایا کہ ابھی ابھی جبرائیل میرے پاس آئے تھے۔ انھوں نے مجھ کو بتایا کہ عنقریب آپؐ کی امت آپ کے اس پیارے بیٹے کو قتل کردے گی اور میرے پاس اس جگہ کی مٹی بھی لائی گئی جہاں وہ قتل کیا جائے گا۔ اور وہ سرخ مٹی تھی۔ (کربلا کی) (رواہ بیہقی)

کیا شان خدا ہے بخدا شان حسینؑ

○

حضور سرور کونین حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنی چہیتی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے ننھے نورانی فرزند سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

یا حسینؑ

لَحْمُکَ لَحْمِیْ وَدَمُکَ دَمِیْ

اے پیارے حسینؑ! تمہار گوشت میرا گوشت ہے
تمہارا خون میرا خون ہے۔ (ترمذی)

○

تُو میرا آئینہ ہے میں تیرا آئینہ ہوں
تُو میرے ہُو بہو ہے میں تیرے ہُو بہ ہُو ہوں

0000

عیسائیوں کی مذہبی کتاب یسیعیاہ میں ایک پیش گوئی

"حضرت حسینؑ کے متعلق"

○

عیسائیوں کی مذہبی کتاب یسعیاہ کے باب 21میں لکھا ہے کہ ایک دن یسعیاہ نبی نے لوگوں کو مخاطب ہوکر کہا کہ "وہ جو عرب کے صحرا میں رات کاٹیں گے تم پانی لیکر اس پیارے "مصیبت زدہ کا استقبال کے آو۔ اے تیما کی سرزمین والو

(یسعیاہ باب ۲)

○

کہاں کہاں لکھی ہے شان حسینؑ کی
اللہ اللہ کیا ہے آن حسینؑ کی

(غوثوی شاہ)

0000

ہندو مذہب کی مشہور کتاب
"کلنکی پران" اور حضرت امام حسینؑ

ہندوؤں کی قدیم مذہبی کتاب کلنکی پران میں سری کرشن جی نے آنحضور صلعم کی آمد کے علاوہ واقعہ کربلا کی بھی پیش گوئی کی ہے۔

کل جگ اوتار (بہترین زمانے کا پیغمبر) پہاڑ کی کوہ (Cave) میں تپسیا کرے گا اور وہیں پر شرام آئیں گے اور اوتار کو سبق پڑھائیں گے چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں خدا کی یاد میں لے رہتے اور وہیں پر حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس خدا کا پیام اور کلام لاتے۔ اقراء بسم ربک الذی خلق "کلجگ کے اوتار کو اپنی بیٹی اور اپنے داماد سے اور ان کے بچوں سے بہت زیادہ محبت ہوگی اور کل جگ کے اوتار کے ایک نواسے کو بہتے پانی کے کنارے گرم ریت" پر ذبح کیا جائے گا اور ان کے خون سے ایک جوت پرگٹ ہوگی (ایک روشنی پھیلیگی) جس سے سارا سنسار چمک اٹھیگا۔۔۔ یعنی اسلام میں تازگی پیدا ہوگی۔

○

"اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد"

ہندوستان اور حسینؑ

" حسینی برہمن " ہندوستان کے کئی صوبوں میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ وہ سب " پکے ہندو " ہوتے ہیں۔ مگر حضرت امام حسینؑ سے بہت عقیدت رکھتے ہیں چونکہ ان کے " موروث اعلی " کربلا کی لڑائی کے وقت حضرت سیدنا امام حسینؑ کے ساتھ تھے۔ اور حضر امام حسینؑ سے درخواست کی تھی کہ وہ ان کے ساتھ ہندوستان تشریف لے چلیں اور حضرت امام حسینؑ نے اس کو قبول بھی کرلیا تھا چنانچہ جب حضرت حسینؑ نے کوفے کے حاکم عبید اللہ ابن زیاد کے پاس صلح کی شرطیں بھیجیں تو ان شرطوں میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ مجھے ہندوستان جانے کی اجازت دی جائے چونکہ آنحضور صلعم نے فرمایا تھا کہ انھیں ہندوستان سے محبت کی خوشبو آرہی ہے "

تاریخ اسلام کی بعض کتابوں میں کسی سرحد Border پر جانے کی اجازت نقل کی گئی ہے۔

الحاصل۔ ہم ہندوستانی مسلمانوں کے لئے یہ بات یقیناً قابل مبارکباد ہے کہ آنحضور صلعم کو جہاں سے خوشبوئے محبت آئی اور جہاں ان کے چہیتے نواسے حضرت امام حسین آنا چاہتے تھے الحمدللہ کہ ہم وہیں ہیں اور بے شک ہندوستان میں آنحضور صلعم اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے چاہنے والے یہاں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ اسی چاہت کا نام " خوشبو " ہے جس کو آنحضور صلعم نے چودہ (۱۴۰۰) سو سال پہلے محسوس کیا، اور حضرت حسینؑ بھی یہاں آنے کا قصد فرمایا تو بے شک حضرت حسینؑ بھی یہاں ہندوستان کے ہر گوشہ میں " یاد حسینؑ " کے روپ میں ہمارے سینوں میں موجود ہیں۔ اور دلوں پر آج بھی ان کی حکمرانی ہے۔

0000

اعداء مٹا سکے نہ زمانہ مٹا سکا
ہے آج بھی دلوں پہ حکومت حسینؑ کی

شاہ است حسینؓ

از: خواجہ خواجگان حضرت سیدنا خواجہ معین الدین چشتی غریب نوازؒ

☆

شاہ است حسینؓ بادشاہ است حسینؓ
دین است حسینؓ دین پناہ است حسینؓ

سرداد ، نہ داد دست بر دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؓ

(ترجمہ)

شاہ حسینؓ ہیں ۔۔ بادشاہ حسینؓ ہیں
دین حسینؓ ہیں ۔۔ دین پناہ حسینؓ ہیں

سر اپنا کٹا دیئے مگر نہ بیعت یزید کیئے
بنیاد لا الہ کی ہاں حسینؓ رکھ دیئے
(غوثوی)

لا الہ الا اللہ کی عملی تفسیر کا نام حسینؓ ہے۔ چوں کہ لا الہ ظلم کی حکومت کو اجاڑنے کے لئے۔ ایک زبردست "ایٹم بم" ہے۔ اور قیام حکومت الہیہ کے لئے ایک قوی سنگ بنیاد ہے۔

آنحضورؐ صلعم نے
ملوکیت یزیدیت کی پیش گوئی کی

○

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میرے بعد خلافت تیس (۳۰) سال رہے گی۔ پھر بادشاہی (ملوکیت) ہوگی۔ (ابن کثیر)

○

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام مسلمانوں کے مشورہ پر خلیفہ رسول اللہ صلعم کہلائے اور آپؓ کے بعد حضرت سیدنا عمرؓ پھر حضرت سیدنا عثمان غنیؓ پھر حضرت سیدنا علیؓ کے بعد سیدنا امام حسن علیہ السلام بھی تمام مسلمانوں کے مشورہ پر ہی خلافت اسلامیہ پر فائز ہوئے اور چھ مہینے اس اہم مقدس فریضہ کو سنبھال کر ربیع الاول ۴۱ھ میں خلافت سے دست بردار ہوگئے۔ اس طرح آنحضور صلعم کی پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ اور خلافت کے تیس ۳۰ سال مکمل ہوئے۔

تیس (۳۰) سالہ دور خلافت راشدہ کا دور اسلامی تاریخ کا روشن باب ہے۔ اور پھر اس کے بعد حضرت امیر معاویہؓ خلیفۃ المسلمین کی بجائے ملک المسلمین کہلائے۔ ایک مرتبہ خود امیر معاویہؓ نے اپنے آپ کو " انا اول الملوک " کہا یعنی میں مسلمانوں میں پہلا بادشاہ ہوں۔ (الاستیعاب)

حضرت امیر معاویہؓ ایک صحابیؓ کی نظر میں

آنحضور صلعم کے ایک مشہور صحابیؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جب حضرت امیر معاویہؓ سے ملاقات کی تو آپ کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا الْمَلِکُ کہا۔

یعنی اے بادشاہ وقت اسلام علیکم۔ یہ سنکر امیر معاویہؓ نے ان سے کہا "آپ اگر مجھے "امیر المومنین" کہتے تو کیا حرج تھا؟ انہوں نے جواب دیا "خدا کی قسم جس طرح آپ کو یہ حکومت ملی ہے اس طریقہ سے اگر یہ مجھے ملے تو میں ہرگز پسند نہ کروں۔" (ابن الاثیر)

معلوم ہوا کہ بعض صحابہ کرامؓ نے آپ کو اور آپ کی حکومت کے طور طریقوں کو پسند نہیں کیا۔ چوں کہ امیر معاویہؓ نے خلفائے راشدین کے عہد میں جاری سنتوں کو بھی بدل دیا تھا۔ مثلاً نہ کافر مسلمان کا وارث ہوسکتا ہے اور نہ مسلمان کافر کا۔ مگر حضرت معاویہؓ نے بڑی بے باکی سے مسلمان کو کافر کا وارث اور کافر کو مسلمان کا وارث قرار دے دیا۔ نہ صرف یہ بلکہ آپؓ نے اپنے تمام اسلامی ممالک کے گورنرس کو یہ آرڈر دے دیا کہ جمعہ کے دن خطبوں کے درمیان برسر منبر حضرت سیدنا علیؓ کی شان میں گستاخیاں کرے۔ "حتیٰ کے مسجد نبویؐ میں منبر رسولؐ پر عین روضہء نبویؐ کے سامنے حضورؐ کے محبوب ترین داماد وچچیرے بھائی کو خطبہ میں گالیاں دی جاتی تھیں۔ (الطبریؒ)۔ حالاں کہ حدیث نبویؐ کی روشنی میں ایسا کرنا سخت ترین گناہ ہے اور خاص کر جمعہ کے خطبے کو اس گندگی سے آلودہ کرنا حق دین و اخلاق کے لحاظ سے انتہائی گری ہوتی بات ہے۔ اس سے ہٹ کر آپ نے "زیاد" جو طائف کی ایک لونڈی "سمیہ" کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا وہ دراصل ابو سفیانؓ کی کی ناجائز اولاد تھی حضرت معاویہؓ نے صرف حضرت علیؓ کی مخالفت میں اس کو قانونی حیثیت سے اپنے خاندان کا فرد بنادیا۔ حالاں کہ شریعت میں کوئی "نسب" "زنا" سے ثابت نہیں۔ حضورؐ نے کھلے طور پر فرمادیا تھا کہ زانی کے لئے کنکر پتھر ہیں۔ اسی لئے ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ نے اس کو اپنا بھائی تسلیم نہیں کیا۔

باغی کون ہے ؟

حضورؐ نے ایک صحابیؓ حضرت عمارؓ کے متعلق ارشاد فرمایا تھا کہ
تقتلک الفئۃ الباغیہ (احمد، بخاری، مسلم وغیرہ)
"تم کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔"

یہی وجہ تھی کہ حضرت زبیرؓ جو مشہور صحابیؓ ہیں آپ نے جب دیکھا کہ حضرت عمارؓ بن یاسر حضرت علیؓ کے ساتھ ہیں تو انھوں نے حضرت علیؓ کے خلاف "جنگ جمل" میں لڑنے سے احتراز کیا۔ مگر جب حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان مقام "صفین" جو فراءت کے مغربی جانب الرقہ کے قریب واقع تھا جنگ ہوئی تو اس جنگ میں حضرت عمارؓ بن یاسر امیر معاویہؓ کی فوج سے لڑتے ہوئے شہید ہوگئے۔ حافظ ابن کثیرؒ البدایہ میں لکھتے ہیں کہ اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی اس خبر کا راز کھل گیا کہ حضرت عمارؓ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا اور اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ حضرت علیؓ حق پر ہیں اور حضرت معاویہؓ باغی ہیں۔

(البدایہ جلد صفحہ ۲۷۰)

الحاصل حضرت امیر معاویہؓ نے اپنی بے نظیر سیاست اور قابلیت سے کام لے کر اپنے راستے سے ہر کانٹا دور کردیا اور بڑی شان سے مدت دراز تک حکومت کی اور اپنی زندگی میں ہی انھوں نے اصول خلفاء راشدین کے خلاف یزید کے لئے لوگوں سے بیعت لی۔ ان کی ظاہری نگاہیں اس دھوکے میں تھیں کہ انھوں نے ہر مخالف کو زیر کرلیا ہے۔ سارا عرب ان کے زیر نگیں ہوچکا ہے۔ کسی شخص کو ان کے خلاف شرعہ احکام سے سرتابی کرنے کی مجال نہیں۔ غرض انھوں نے یزید کے لئے ہر قسم کی راہ ہموار کرلی۔

جب ان کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو انھوں نے یزید کو بلایا اور اس سے مخاطب ہوکر کہا۔

"اے میرے بیٹے! میں نے تمہارے راستے سے تمام کانٹے دور کردیئے ہیں۔ تمہارے دشمنوں کو زیر کردیا ہے۔ عرب کی گردنیں تمہارے سامنے جھکادی ہیں اور

ایسا خزانہ جمع کردیا ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ میرے ان احسانات کا شکریہ تم پر اس طرح واجب ہے کہ تم اہل حجاز سے مہربانی الفت سے پیش آنا کیوں کہ وہ تمہاری اصل ہیں۔

خلافت کے معاملے میں صرف چار قریشی تمہارے حریف ہوسکتے ہیں۔ حسین بن علیؓ۔ عبداللہ بن عمرؓ۔ عبداللہ بن زبیرؓ اور عبدالرحمن بن ابی بکرؓ

ابن عمرؓ کو تو عبادت نے تھکادیا ہے۔ جب دوسرے لوگ تمہاری بیعت کرلیں گے تو وہ بھی کرلیں گے۔ حسین بن علیؓ سادہ مزاج ہیں اہل عراق انھیں ضرور تمہارے مقابل لاکر رہیں گے۔ اگر وہ تمہارے مقابلے میں آئیں اور تم کامیاب ہوجاؤ تو درگذر سے کام لینا کیوں کہ وہ ہمارے قریبی عزیز ہیں۔ ان کا ہم پر بڑا حق ہے۔ وہ رسولؐ اللہ صلعم کے نواسے ہیں اور عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کی توجہ آرام کی طرف مائل ہے وہ دوسروں کو بیعت کرتا دیکھیں تو خود بھی کریں گے۔ البتہ جو شخص شیر کی طرح گھات لگائے گا اور لومڑی کی طرح چالیں چلے گا وہ عبداللہ بن زبیرؓ ہے۔ اگر وہ مقابلہ کرے اور تم کامیاب ہوجاؤ تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردینا۔ لیکن جہاں تک ممکن ہو قوم کو عام خون ریزی سے بچانا۔

قارئین آپ بتائیں کہ ....

حضرت سیدنا حسینؑ کے معاملہ میں یزید نے کہاں تک اپنے والد کی باتوں پر عمل کیا ہے!

امیر معاویہؓ نے یکم رجب ۶۰ھ مطابق ۴/ جوالائی ۶۸۰ء ہفتے کے روز وفات پائی۔

OO

حقیقت ابدی ہے مقام شبیریؑ
بدلتے رہتے ہیں انداز کوفی و شامی
اقبالؒ

حضرت حسینؑ سے
یزید کی خواہش بیعت

یزید اپنے والد امیر معاویہ کی وفات کے بعد جب بادشاہی کا تاج اس کے سر پر رکھا گیا تو سب سے پہلے یزید کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ جن لوگوں نے اس کے والد سے بیعت نہ کی تھی انھیں اپنی بیعت کرنے پر مجبور کرے۔ چنانچہ اس نے عامل مدینہ ولید بن عقبہ بن ابی سفیان کو خط لکھا جس میں اپنے والد کی خبر وفات دینے کے بعد تحریر کیا کہ حسینؑ بن علیؓ، عبداللہؓ بن عمرؓ اور عبداللہؓ بن زبیرؓ سے فوراً بیعت لے اور جب تک ان سے بیعت نہ لے لو انھیں اپنے پاس سے جانے کی اجازت نہ دو۔

جب یزید کا خط ولید کے پاس پہنچا تو اس نے مروان بن حکم کو جو ولید سے پہلے مدینہ کا حاکم تھا بلایا اور یزید کا خط دکھا کر اس سے مشورہ طلب کیا۔ مروان نے مشورہ دیا کہ اسی وقت ان اصحابؓ کو بلا کر انھیں بیعت پر مجبور کیا جائے۔ ساتھ یہ بھی کہا:

"عبداللہ ابن عمر حکومت کے طلب گار ہی نہیں۔ اگر وہ بیعت نہ بھی کریں تو کوئی حرج نہیں۔ خطرہ ہے تو حسینؑ بن علیؓ اور عبداللہؓ بن زبیرؓ کی طرف سے ہے۔ اس لئے انھیں اسی وقت بلاؤ اور بیعت پر مجبور کرو۔ اگر بیعت کرلیں تو بہتر ہے ورنہ انھیں زندہ باہر نہ جانے دو۔"

چنانچہ ولید نے عبداللہ بن عمروؓ بن عثمانؓ کو، جو اس وقت بچے تھے، حضرت حسینؑ اور حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ کو بلانے کے لئے بھیجا۔ یہ دونوں اس وقت مسجد میں تھے۔ اس غیر معمولی وقت کے بلاوے سے فوراً معاملے کی تہہ کو پہنچ گئے اور انھوں نے آپس میں کہا "معلوم ہوتا ہے کہ معاویہؓ کا انتقال ہوگیا ہے اور ہمیں بیعت کے لئے بلایا جارہا ہے۔" حضرت حسینؑ اپنے ساتھ چند آدمی لے کر ولید کے پاس

پہنچے اور انھیں ہدایت کی کہ "تم دروازے پر بیٹھے رہو۔ اگر میں تمہیں بلاؤں یا تم سنو کے میری آواز بلند ہوگئی ہے تو سب کے سب مکان کے اندر چلے آنا۔ لیکن اگر ایسا نہ بھی ہو تو دروازے سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں باہر آجاؤں۔"

اپنے آدمیوں کو باہر بٹھا کر حضرت حسینؓ اندر ولیدؔ اور مروانؔ کے پاس تشریف لئے گئے۔ ولید نے آپ کو امیر معاویہؓ کی وفات کی خبر دی اور یزید کا خط پڑھ کر سنایا۔ حضرت حسینؓ نے انا للہ وانا الیہ راجعون، پڑھا اور فرمایا "اللہ معاویہؓ پر رحم کرے لیکن مجھ جیسا شخص خفیہ بیعت نہیں کرسکتا۔ آپ عام لوگوں کو اس مقصد کے لئے جمع کیجئے، میں بھی ان کے ساتھ آؤں گا۔ پھر جو سب کی رائے ہوگی وہی کیا جائے گا۔"

ولیدؔ نے یہ سن کر حضرت حسینؓ کو جانے کی اجازت دے دی۔ آپؓ کے جانے کے بعد مروانؔ نے ولید سے کہا:

"افسوس تم نے میرا کہا نہ مانا اور حسینؓ کو جانے دیا۔ اب جب تک تمہارے اور اس کے درمیان اچھی طرح خونریزی نہ ہو لے تم اس پر کبھی قابو نہیں پاسکتے۔"

ولیدؔ نے جواب دیا: "بڑے افسوس کی بات ہے۔ تم چاہتے ہو کہ میں حسینؓ کو قتل کردوں۔ اللہ کی قسم! قیامت کے دن جس شخص سے حسینؓ کے خون کا مطالبہ کیا جائے گا وہ بڑے نقصان میں رہے گا۔"

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ولیدؔ سے ایک دن کی مہلت مانگی اور راتوں رات مدینہؔ سے نکل کھڑے ہوئے اور مکہ کی راہ لی۔ صبح ہونے پر جب ولیدؔ کو عبداللہ بن زبیرؓ کے مدینہؔ سے نکل جانے کا علم ہوا تو اس نے ان کے پیچھے آدمی دوڑائے۔ لیکن انھوں نے چوں کہ مکہ جانے کے لئے غیر معروف راستہ اختیار کیا تھا اس لئے ولیدؔ کے آدمی انھیں نہ پاسکے اور ناکام واپس آگئے۔

اگلے دن ۲۷/ رجب ۶۰ھ (مطابق ۳/ مئی ۶۹۰ء ہفتے کو رات کے وقت حضرت حسینؓ بھی اپنے بیٹوں، بہنوں، بھتیجوں، بھانجوں اور دوسرے اہل بیت کو لے کر مدینہ سے مکہ روانہ ہوگئے۔ البتہ آپ کے بھائی محمدؓ بن الحنفیہؓ مدینہ ہی میں رہے۔

حضرت حسینؓ اور حضرت ابن زبیرؓ کے مدینہ سے چلے جانے کے بعد ولید نے حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کو بلایا اور انھیں بیعت کے لئے مجبور کیا۔ انھوں نے خاموشی سے بیعت کرلی۔ حضرت ابن عباسؓ نے بھی یزید کی بیعت کرلی۔

۳/ شعبان ۶۰ھ مطابق ۹/ مئی ۶۸۰ء بروز جمعہ رات کو حضرت حسینؓ مکہ میں داخل ہوئے اور شعب علی میں قیام کیا۔ اہل مکہ جوق در جوق آپ کے پاس آنے لگے۔ ابن زبیرؓ نے خانہ کعبہ کو اپنی قیام گاہ بنالیا اور وہیں عبادت میں مشغول ہوگئے۔ وہ اکثر حضرت حسینؓ کے پاس آکر ان سے باتیں بھی کیا کرتے تھے۔

0000

دین کی تبلیغ رسولوںؑ کا شرف ہے لیکن
دین کی رگ رگ میں ترا خون شامل ہے حسینؓ
ظلم بھی ہوگا شہادت کے بھی عنواں ہونگے
کربلا لوٹ کے آجائے یہ مشکل ہے حسینؓ
جو تیرے غم کی بلندی کو سمجھتا ہے یہاں
اس کا ایمان بھی ہر طرح کامل ہے حسینؓ

کوفہ سے بلاوا

حضرت حسینؓ کو عراق میں بڑی تائید حاصل تھی۔ عراق میں آپ کے حامی وقتاً فوقتاً آپ کو لکھتے رہتے تھے کہ آپ یہاں تشریف لائیں، ہم آپ کی پوری حمایت کریں گے اور امیر معاویہؓ کے خلاف آپؓ کی ہر طرح مدد کریں گے۔ ان خطوط اور قاصدین کا سلسلہ حضرت حسنؓ ہی کے زمانے سے شروع ہوچکا تھا۔ لیکن حضرت حسینؓ کا جواب ایک ہی ہوتا تھا۔ آپ ہمیشہ اپنے حامیوں کو انتظار اور صبر کی تلقین کیا کرتے تھے۔ امیر معاویہؓ نے یہ وعدہ کر رکھا تھا کہ وہ اپنی زندگی میں ان سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں گے اور انھیں باقاعدہ ان کا وظیفہ ادا کرتے رہیں گے اس لئے حضرت حسینؓ کو ضرورت نہ تھی کہ وہ اپنی طرف سے امیر معاویہؓ کی پریشانی کا اسباب پیدا کرتے۔

"اہل کوفہ" حضرت حسینؓ کی حمایت کے سب سے بڑے دعوے دار اور معاویہؓ کے خلاف بغاوت کے لئے سب سے زیادہ بے چین تھے۔ جب انھوں نے سنا کہ امیر معاویہ وفات پاگئے اور حضرت حسینؓ نے یزید کی بیعت سے انکار کردیا انھوں نے آپ کو پے درپے ڈیڑھ سو خطوط لکھے۔ جن میں ان سے کوفہ تشریف لانے کی درخواست کی گئی تھی۔ اس کے بعد بھی ان سے صبر نہ ہوسکا اور ان ڈیڑھ سو خطوط پر اکتفا نہ کرتے ہوئے دو (۲) روز ٹھہر کر انھوں نے ھانی بن ھانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ الحنفی کے ہاتھ حضرت حسینؓ کو اس مضمون کا خط بھیجا۔

"حسینؓ بن علیؓ کے نام آپ کے مومن مددگاروں اور حامیوں کی طرف سے۔ لوگ آپ کا انتظار بے چینی سے کررہے ہیں۔ وہ آپ کے سوا اور کسی کی حکومت قبول نہیں کرسکتے۔ آپ جس قدر جلد ممکن ہو یہاں تشریف لے آئیں، والسلام۔"

اس خط کے بعد ایک خط اور لکھا گیا جو یہ تھا:

"زمین سرسبز ہو چکی ہے، پھل پک چکے ہیں، آپ کی مدد کے لئے لشکر تیار ہے آپ تشریف لے آئیں۔"

جب حضرت حسینؑ کی خدمت میں پے در پے اہل کوفہ کے خط پہنچنے شروع ہوئے تو آپ نے اہل الرائے اصحابؓ سے مشورے کے بعد ھانی بن ھانی اور سعید بن عبداللہ کے ہاتھ اہل کوفہ کو مندرجہ ذیل خط لکھا:

"مجھے تمہاری خواہش کا اچھی طرح علم ہو گیا ہے۔ میں اپنے چچیرے بھائی اور معتمد علیہ مسلمؓ بن عقیل کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ میں نے انھیں ہدایت کردی ہے کہ وہ تمام حالات کی تحقیق کرکے مجھے اطلاع دیں۔ اگر مجھے معلوم ہوا کہ کوفہ کے خواص اور عوام اسی طرح میری خلافت کے خواہشمند ہیں جس طرح انھوں نے اپنے خطوں میں ظاہر کیا ہے تو میں انشاء اللہ جلد تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ امام وہ ہونا چاہئے جو کتاب اللہ پر پوری طرح عمل کرنے والا ہو، عادل ہو اور دین کا "کماحقہ فرمانبردار ہو۔

مسلمؓ بن عقیلؓ کو کوفہ بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ کو اہل کوفہ کے موقف کی طرف سے پورا اطمینان ہو جائے، کہ آیا اہل کوفہ ان کی مدد کے لئے پوری طرح تیار ہیں یا نہیں۔

؎ جہاں بھی ذکر شہیدان کربلا آئے
دلوں میں جرائت مردانگی ابھرتی ہے

حق کی راہ میں پہلے فدائی

حضرت مسلمؓ کوفہ پہونچے۔ چند دنوں تک بڑی آؤ بھگت ہوئی۔ مگر جیسے ہی عبداللہ بن زیاد، نئے گورنر کوفہ نے انتظامات اپنے ہاتھ لئے اور تفتیش وداروگیر کا آغاز کیا۔ مطلع صاف ہونے لگا اب حضرت مسلم کا ساتھ دینے سے ہر کوئی کانوں پر ہاتھ دھرنے لگا۔ نوبت یہاں تک پہونچی کہ کوفہ کی وسیع زمین ان پر تنگ ہوئی۔ اتنی بڑی آبادی میں صرف ھانی بن عروہ مرادی تھے جنھوں نے اپنے گھر میں آپ کو پناہ دی مگر اس الزام میں جلد ہی گرفتار ہوکر قید کردیئے گئے۔

حضرت مسلم کی گرفتاری کے لئے فوج کا ایک دستہ بھیجا گیا تھا۔ جب لوگ ان کی طرف بڑھے تو انھوں نے مردانہ وار مقابلہ کی ٹھان لی اور تلوار سونت کر بولے۔

"میں قسم کھاتا ہوں کہ آزاد ہی رہوں گا، اور آزاد ہی رہ کر عزت کے ساتھ قتل ہوں گا۔"

لیکن دھوکے سے ان کو گرفتار کیا گیا اور ابن زیاد کے حکم سے شہید کردئے گئے۔ حضرت مسلمؓ "حق کی راہ میں پہلے فدائی" تھے جو حادثہ کربلا میں ۳/ ذی الحجہ ۶۰ھ کو شہید ہوئے اور اس کے بعد ہی آپؑ کے دو بڑے سال صاحبزادوں کو بھی شہید کردیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ظاہر ہے کہ چھوٹے بچوں کا ہمراہ لاتا اسی لئے تھا کہ اطمینان کی کیفیت تھی، کوئی خدشہ نہیں تھا اور لڑائی جھگڑے کا خیال بھی نہیں تھا۔

مرے خلوص کا جب چاہو امتحاں لے لو
غمِ حسینؑ نہ دونگا میں، جسم و جاں لے لو

نقشہ سفر حضرت حسینؑ از مکہ تا کربلا۔

کربلا
کوفہ
قادسیہ
شراف
ثعلبیہ
زرود
حاجز
مدینہ
تنعیم
مکہ
طائف
عکاظ
حنین
ینبوع
دمشق
قبرص
عسقلان
تبوک
اردبیل
بحرین
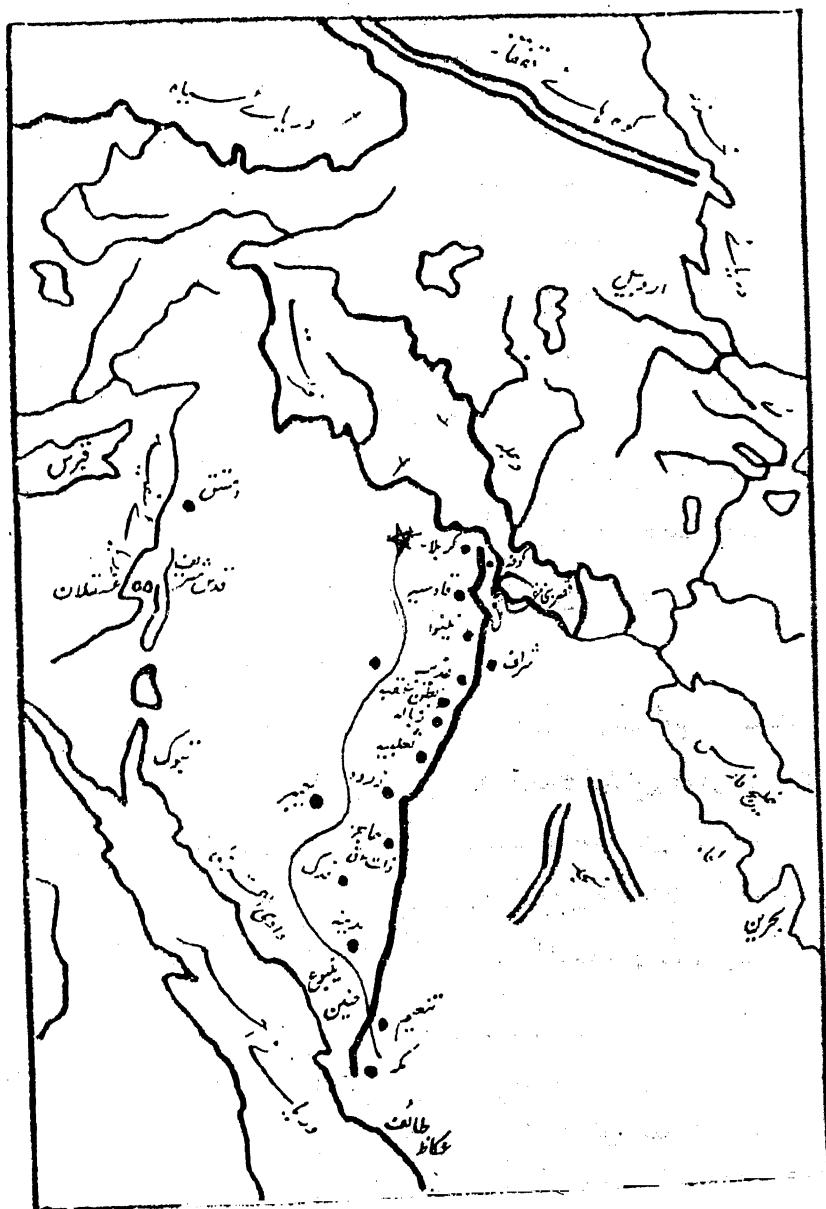
"حضرت حسینؑ کا عزم شہادت اور بھی بڑھ گیا"

رکتے ہیں مجاہد بھی کہیں راہ خدا میں منزل پہ جو پہونچے تو ہوا قصدِ سفر اور

ٹھیک اسی دن اور اسی تاریخ یعنی ۳/ ذی الحجہ کو جس دن حضرت مسلمؓ کوفہ میں شہید ہوئے ہیں، حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ سے عازم کوفہ ہوئے اور آپؑ کے تاریخی "مشن" کا آغاز ہوا۔ اور ہر موقع پر اخلاق کریمانہ کی بارش ہوتی رہی، تعلیم و تبلیغ حق جاری رہی۔ "نور ہر جگہ اپنی نورانیت ہی بکھیرے گا۔"

جب آپ مقام صفاح پر پہونچے تو اس وقت تک حالات بدل چکے تھے۔ حضرت مسلمؑ اور ان کے صاحبزادوں کی شہادت واقع ہو چکی تھی، آپؑ کے قاصد حضرت قیس عربیؓ شہید ہو چکے تھے۔ ابن زیاد کی طرف سے ایسے انتظامات عمل میں آچکے تھے جس سے کوفہ والے اب وہ کوفہ والے نہیں رہے تھے جنھوں نے آپؑ کو کئی سو خطوط لکھ کر کوفہ آنے کی دعوت دی تھی۔ اور ان سب باتوں کی حضرت امام حسین علیہ السلام کو اطلاع تھی۔

اسی مقام پر مشہور شاعر فرزوق سے ملاقات ہوئی جو خاندان نبوتؐ کا مداح تھا اور کوفہ سے آرہا تھا۔ آپؑ نے کوفہ والوں کے حالات دریافت کئے تو اس نے کہا:

"قلوب آپؑ کے ساتھ ہیں اور تلواریں، بنی امیہ کے ساتھ، رہا فیصلہ تو وہ خدا کے ہاتھ ہے۔ حضرت حسینؑ نے یہ سن کر فرمایا "بے شک اب معاملہ اللہ ہی کے ہاتھ ہے، وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ ہمارا پروردگار ہر لحہ کسی نہ کسی حکم کی فرمائی میں ہے۔ (كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ) اگر اس کی مشیت ہمارے حسب حال ہے تو ہم اس کی ثنا بیان کریں گے اور اگر معاملہ امید کے خلاف ہو تب بھی نیک نیتی اور تقویٰ کا اجر کہیں نہیں گیا ہے۔" "اللہ رے حسن حسینؑ کا جلوہ زائیاں"

قرآن و حدیث نے بھی تو عمل کا دارومدار نیت ہی پر موقوف رکھا ہے۔ اور حضرت امامؑ بھی یہی فرما رہے ہیں۔

حالات کے معلوم ہونے اور اس کے انجام پر نگاہ کرنے کے بعد آپؑ نے اپنے

ساتھ والوں کو جمع کیا اور ان سے کہا۔ "اب ہمارا کوفہ میں کوئی مددگار نہیں ہے، لہذا تم میں سے جو کوئی ہمارا ساتھ چھوڑنا چاہیے چھوڑ سکتا ہے۔ ہم کو اس کا رنج نہ ہوگا۔"

یہ ایک فرض تھا جو آپؑ کی طرف سے ادا کیا گیا، کیڑے مکوڑوں کا سوال نہیں لیکن پروانے شمع کو کس طرح چھوڑ سکتے تھے۔

بے شک ایسے موقع پر کوئی دنیا دار سیاست داں ایسا نہیں کرتا۔ ڈوبنے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے۔ زمانہ سازی سے کام لیا جاتا ہے۔ جھوٹے وعدے کئے جاتے ہیں، سبز باغ دکھائے جاتے ہیں۔ طاقت ہو تو جبریہ فوجی بھرتی کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا جاتا۔ اور جو جان، صرف خدا کے واسطے ہوتی ہے وہ چند سکوں کے عوض اپنے ناجائز اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے خرید لی جاتی ہے۔ چنانچہ آپ کو جتنے یزیدی نظر آئیں گے اسی کی مصداق نظر آئیں گے۔ مگر ایک حسینؑ ہیں کہ ان کی شان نرالی ہے بجائے تعداد بڑھانے کے کم کر رہے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ سا ایک خواب حضرت حسینؑ نے بھی دیکھا

دوران سفر ایک دن حضرت امامؑ اچانک نیند سے بیدار ہوئے اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ پھر تین مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہا۔ آپؑ کے صاحبزادے حضرت علی اکبرؑ اس کا سبب دریافت کیا تو آپؑ نے ارشاد فرمایا۔

"جان پدر! میں نے اس وقت خواب دیکھا ہے کہ ایک سوار یہ کہتا چلا جا رہا ہے" لوگ چلتے ہیں اور موت ان کے ساتھ چلتی ہے۔"

اس کی تعبیر یہ ہے کہ گویا مجھے میری موت کی خبر سنائی گئی ہے۔" حضرت علی اکبرؑ نے مسرت آمیز نعرہ مارا اور فرمایا۔ "اگر ہم حق پر ہیں تو پھر موت کی کوئی پروا نہیں۔" باپؑ نے بیٹےؓ کی یہ مسرت آمیز گفتگو سنی تو ارشاد ہوا۔ "بیٹا شاباش! سعادتمند لڑکے اپنے باپؑ کا ایسا ہی ساتھ دیا کرتے ہیں، اللہ تجھے جزائے خیر دے۔"

"ہر باپ اور بیٹے کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

کَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ۔"

فرمانِ حسینؑ

○

(کربلا ککے میدان سے ایک تقریر کا اقتباس)

وقت آگیا ہے کہ مومن حق کی راہ میں بقائے الہی کی خواہش کرے

معاملہ کی جو صورت ہوگئی ہے تم دیکھ رہے ہو دنیا نے اپنا رنگ بدل دیا منہ پھیر لیا نیکی سے خالی ہوگئی ذرا سی تلچھٹ باقی ہے ایک حقیر سی زندگی رہ گئی ہے ہولناکی نے احاطہ کرلیا ہے۔

افسوس! دیکھتے نہیں حق پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ باطل پر علانیہ عمل کیا جارہا ہے کوئی نہیں جو اس کا ہاتھ پکڑے وقت آگیا ہے کہ مومن حق کی راہ میں بقائے الہی کی خواہش کرے۔ لیکن میں شہادت ہی کی موت چاہتا ہوں کیوں کہ۔ ظالموں کے ساتھ زندہ رہنا بجائے خود ایک جرم ہے

شبِ عاشورہ

حُسنِ حُسین

محرم کی نویں تاریخ اور شام کا وقت تھا کہ یزیدی فوج پہلی مرتبہ حرکت میں آئی۔ حضرت عباسؓ علمدار نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ دشمن اب اپنا منصوبہ پورا کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت امامؑ نے سنا تو ایک شب کی مہلت یہ کہہ کر طلب کی کہ آج شب عاشورہ ہے ہم آج کی رات طاعت الہیٰ میں گذارنا چاہتے ہیں۔ جو کچھ ہونا ہے کل ہوجائے گا۔ یزیدی فوج ادھر واپس ہوئی اور ادھر مغرب کی اذان ہوئی۔ موذن نے جس وقت اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا تو دشت کربلا میں عجیب سماں چھاگیا اور قلوب کی عجیب کیفیت ہوگئی۔ فریضہ نماز کی ادائیگی کے بعد حضرت امامؑ نے چھوٹے بڑے سب کو جمع کیا اور یہ تقریر فرمائی۔

"خدایا! تیری حمد و ثنا کرتا ہوں، ہر حال میں شکر گزار ہوں تو نے ہمارے گھر کو نبوت سے شرف بخشا، ہمیں فہم قرآن سے نوازا۔ دین کی سمجھ عطاء کی۔ اور عبرت حاصل کرنے کے لئے آنکھیں دیں، کان دیئے اور دل مرحمت فرمایا۔

امابعد! میرے رفیقو! مجھے نہیں معلوم کہ آج روئے زمین پر مجھ سے افضل کوئی شخص موجود ہو یا میرے ساتھیوں سے زیادہ ہمدرد غمگسار کسی اور کے ساتھی ہوں۔ لوگو! میں سمجھتا ہوں کہ کل میرے اور دشمن کے درمیان فصیلہ ہوجائے گا۔ خدا تم ب کو جزائے خیر دے۔ تم نے حق رفاقت ادا کردیا۔ اب غور و فکر کے بعد میری یہ نہ ہے کہ خموشی کے ساتھ تم یہاں سے نکل جاؤ۔ دشمن صرف میرے خون کے سے ہیں۔ تم سے ان کو کوئی پرخاش نہیں۔ اس لئے تم سے باز پرس بھی نہیں کریں گے

اور نہ تمہاری طرف متوجہ ہوں گے۔

افسوس! یہ لوگ ہم اہلبیت سے واقف نہیں۔ ان کا مطالبہ ہے کہ میں ذلت قبول کروں یا تلوار اٹھاؤں۔ ہمارے حق میں یہ بات اللہ اور اللہ کے رسولؐ کو پسند نہیں۔ ہم جن گودوں میں پلے ہیں وہ ذلت سے نا آشنا ہیں، ہم جن گھواروں میں کھیلے ہیں وہ اس سے دور ہیں، ہم ذلت قبول نہیں کرسکتے، ہمارے سر جھک نہیں سکتے، ہمارے شریف دل بے عزتی برداشت نہیں کرسکتے۔ واللہ ذلت و بے آبروئی سے پہلے میں تلوار کو درمیان لاؤں گا اس تلوار کو جو شانوں سے، زمین پر ہاتھ پاؤں کے ڈھیر لگا دے گی۔"

اللہ اللہ کیا لاجواب، کیسی شاندار اور کس اعلیٰ پایہ کے خیالات و جذبات سے لبریز تقریر ہے، عزم و ثبات کا کیسا کوہ وقار اظہار ہے، ایمان و عقیدے کی کتنی بے مثال نظیر ہے۔ صبر و استقامت اور صاحب عزیمت ہونے کا کتنا نادر ثبوت ہے۔ دین کی لاج یوں رکھی جاتی ہے۔ خودداری اور عزت نفس کا پاس اس طرح کیا جاتا ہے۔ سلف کی روایات کو یوں دہرایا جاتا ہے۔ آنے والی نسلوں اور قوموں کی حق رسی اور زندگی کے حصول کا سامان یوں فراہم کیا جاتا ہے۔۔۔

ے

دنیا کی نظر اور ہے عقبیٰ کی نظر اور
شبیرؑ کا ہے فلسفہ فتح و ظفر اور

○

دنیا نہ رہے گی مگر اسلام رہے گا
شبیرؑ بہرحال تیرا نام رہے گا

شب عاشورہ حضرت حسینؑ کی زبان سے نکلے ہوئے اشعار
اپنی تلوار صاف کر رہے تھے اور آپ کی زبان پر یہ اشعار تھے۔

فرمانِ امام حسینؑ علیہ السلام

یا دھر اف لک من خلیل
کم لک بالاشراق والاصیل
من صاحب لو طالب قتیل
والدھر لا یقنع بالبدیل
وانّما الامر الی الجلیل
وکلّ حیّ سالک سبیل

اے زمانے تجھ پر افسوس تو کیا ہی بے وفا دوست ہے۔ صبح و شام تیرے کتنے لوگ مارے جاتے ہیں! زمانہ کسی کی رعائت نہیں کرتا اور کسی سے کوئی عوض قبول نہیں کرتا۔ اب سارا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور ہر زندہ موت کی راہ پر چلا جا رہا ہے

اشعار حضرت امام حسین

0000

جو اپنی صاحبزادی سکینہؓ اور زوجہ محترمہ حضرت ربابؓ کی محبت میں کہے گئے ہیں

○

سچ تو یہ ہے کہ میں اس جگہ سے الفت رکھتا
ہوں جہاں سکینہؓ اور ربابؓ ٹھیری ہوئی ہیں

مجھے انؓ دونوں سے محبت ہے میں انؓ پر زر کثیر صرف کرتا ہوں اور مجھے کسی کے عتاب کی پرواہ نہیں ہے۔

گو وہ یہاں موجود نہیں ہیں مگر میں ان کی غور و پرداخت سے اس وقت تک بے خبر نہ رہونگا جب تک میں زندہ ہوں اور جب تک زمین مجھے چھپا نہ دے گی۔

جب سکینہؓ اور ربابؓ اپنے اقارب سے ملنے گئی ہوں تو رات ایسی لمبی نظر آتی ہے گویا رات کے ساتھ دوسری رات مل گئی ہے۔

کرب و بلا
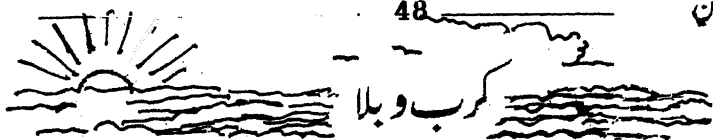
۱۰ / محرم کی صبح خون آلود افق کے ساتھ نمودار ہوئی۔ صبح کی نماز کے بعد حضرت حسینؓ نے اپنے ساتھیوں کی صف بندی کی۔ آپ کے ساتھ صرف بتیس سوار اور چالیس پیادے تھے۔ میمنہ پر آپ نے زہیر بن قین کو مقرر کیا اور میسرہ پر حبیب بن مظاہر کو۔ جھنڈا اپنے بھائی عباسؓ کو دیا۔ فوج کی ترتیب اس طرح تھی کہ خیمے پشت پر تھے۔ پشت کو اور زیادہ محفوظ بنانے کے لئے آپ نے حکم دیا کہ پچھلی طرف چند گڑھوں میں جو خندق کے مشابہ تھے آگ جلا دی جائے تاکہ دشمن پچھلی طرف سے حملہ آور نہ ہوسکے۔

عمرو بن سعد نے اپنے لشکر کو یوں ترتیب دیا تھا کہ میمنہ پر عمرو بن حجاج زبیدی کو، میسرہ پر شمر ابن ذی الجوشن کو، سواروں پر عروہ بن قیس الاحشی کو اور پیادوں پر شبث بن ربعی کو مقرر کیا تھا۔ جھنڈا اپنے غلام درید کو دیا تھا۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے حضرت حسینؓ دشمن کے لشکر سے مخاطب ہوئے اور حمد و ثناء کے بعد یہ تقریر فرمائی۔

" اے لوگو! جلدی نہ کرو۔ پہلے میری بات سن لو۔ مجھ پر تمہیں سمجھانے کا جو حق ہے اسے پورا کرلینے دو اور میرے آنے کی وجہ بھی سن لو۔ اگر تم میرا عذر قبول کر لوگے اور مجھ سے انصاف کروگے تو تم انتہائی خوش بخت انسان ہوں گے۔ لیکن اگر تم اس کے لئے تیار نہ ہوئے تو تمہاری مرضی۔ تم اور تمہارے شریک سب مل کر میرے خلاف زور لگا لو اور مجھ سے جو برتاؤ کرنا چاہتے ہو کر ڈالو۔ اللہ میرا کارساز ہے اور وہی اپنے نیک بندوں کی مدد کرتا ہے۔ "

جب آپ کی بہنوں اور بیٹیوں نے یہ تقریر سنی تو شدت رنج کی وجہ سے ان کی چیخیں نکل گئیں۔ جب آپؓ نے ان کے رونے کی آوازیں سنیں تو اپنے بھائی عباسؓ

کو انھیں چپ کرانے کے لئے بھیجا اور دل ہی دل میں کہا "میری عمر کی قسم! ابھی انھیں بہت رونا ہے۔"

جب آپ کی بہنیں اور بیٹیاں خاموش ہو گئیں تو آپ نے پھر تقریر شروع کی:

"لوگو! تم میرے حسب و نسب پر غور کرو اور دیکھو کہ میں کون ہوں۔ اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو اور اپنے آپ کو ملامت کرو۔ تم خیال کرو، کیا تمھیں میرا قتل اور میری توہین زیب دیتی ہے؟ کیا میں تمہارے نبیؐ کا نواسا اور ان کے چچیرے بھائی کا بیٹا نہیں جنھوں نے سب سے پہلے اللہ کی آواز پر لبیک کہا اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے؟ کیا سید الشہدا، حمزہؓ میرے والد کے چچا نہ تھے؟ کیا جعفرؓ طیار میرے چچا نہ تھے؟ کیا تمھیں رسول اللہ صلعم کا وہ قول یاد نہیں جو انھوں نے "میرے اور میرے بھائی" کے متعلق فرمایا تھا کہ "یہ دونوں، نوجوانانِ جنت کے سردار ہوں گے" اگر میرا یہ بیان سچا ہے اور ضرور سچا ہے، کیوں کہ جب سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ جھوٹ بولنے والے پر اللہ ناراض ہوتا ہے اس وقت سے آج تک میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، تو بتاؤ کیا تمھیں ننگی تلواروں سے میرا مقابلہ کرنا چاہیے؟ اور اگر تم مجھے جھوٹا سمجھتے ہو تو آج بھی تم میں وہ لوگ موجود ہیں جنھوں نے میرے متعلق رسول اللہ صلعم کی حدیث سنی ہے۔ تم ان سے دریافت کر سکتے ہو۔ تم مجھے بتاؤ کہ کیا آپ کی اس حدیث کی روشنی میں بھی تم میرا خون بہانے سے باز نہیں رہ سکتے؟"

حضرت حسینؓ کے بعض ساتھیوں نے بھی اسی قسم کی تقریریں کیں لیکن شمر بن ذی الجوشن اور اسی قماش کے اور لوگوں نے حضرت حسینؓ سے لڑنے کا فیصلہ کر ہی لیا۔ انھوں نے حضرت حسینؓ کی یہ پیش کش بھی رد کر دی کہ وہ انھیں یزید کے پاس لے چلیں، وہ خود اس سے اپنا معاملہ طے کر لیں گے کیوں کہ انھیں معلوم تھا کہ یزید ان کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے گا مگر ان لوگوں نے سمجھا کہ

رسول اللہ صلعم کے نواسے کو زیر کرنے کا یہ موقع دوبارہ ہاتھ نہ آئے گا اس لئے خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو اسے ہاتھ سے نہ کھونا چاہئے۔

مخالفین کے لشکر میں اس وقت صرف ایک شخص تھا جس کے دل پر حضرت حسینؓ کی باتوں سے چوٹ لگی، وہ تھا حر بن یزید۔ یہی شخص تھا جس نے سب سے پہلے حضرت حسینؓ اور آپ کی جماعت کو مکہ واپس جانے سے روکا تھا اور کربلا کے میدان میں محصور کردیا تھا۔ وہ سالار لشکر عمرو بن سعد کے پاس آیا اور اس سے کہا:

"اللہ تمہیں ہدایت دے، کیا تم اس انسان سے لڑو گے؟" ابن سعد نے جواب دیا "ہاں، واللہ! ضرور لڑوں گا اور ایسی لڑائی جس میں کم از کم سر ضرور کٹیں گے اور ہاتھ شانوں سے الگ ہو جائیں گے۔"

حر نے کہا "کیا ان شرطوں میں سے جو انھوں نے تمہارے سامنے پیش کی ہیں ایک بھی اس قابل نہیں کہ اسے قبول کیا جائے؟"

عمرو بن سعد نے جواب دیا "اللہ کی قسم! اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں انھیں ضرور منظور کرلیتا مگر کیا کروں تمہارے امیر نے انھیں منظور کرنے سے انکار کردیا ہے۔

یہ جواب سن کر حر نے آہستہ آہستہ حضرت حسینؓ کی جانب بڑھنا شروع کیا۔ اس کے قبیلے کے ایک شخص مہاجر بن اوس نے کہا "کیا تم حسینؓ پر حملہ کرنا چاہتے ہو؟" حر خاموش رہا۔ مہاجر کو شک گزرا اور اس نے حر سے کہا: "اللہ کی قسم! تمہاری خاموشی انتہائی مشتبہ ہے۔ میں نے کبھی کسی جنگ میں تمہاری یہ حالت نہیں دیکھی جیسی آج دیکھ رہا ہوں۔ اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ کوفہ میں سب سے شجاع شخص کون ہے تو میں بلا تامل تمہارا نام لے دوں گا لیکن تم آج یہ کیا کر رہے ہو؟"

حر نے جواب دیا "یہ جنت اور دوزخ کے انتخاب کا موقع ہے۔ میں نے جنت کا انتخاب کرلیا ہے خواہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کردیا جائے یا جلا دیا جائے۔" یہ کہہ

کر اس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور حضرت حسینؓ کے لشکر میں پہنچ گیا۔ وہاں پہنچ کر آپ سے عرض کی:

"اے ابن رسولؐ اللہ! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے! میں وہی بد نصیب ہوں جس نے آپ کو واپس جانے سے روک کر اس جگہ محصور کر دیا۔ اللہ کی قسم! مجھے یہ خیال ہرگز نہ تھا کہ یہ قوم آپ کی پیش کردہ شرطوں کو رد کر کے آپ کے ساتھ یہ سلوک کرے گی۔ اگر مجھے علم ہوتا کہ یہ لوگ اس حد تک بڑھ جائیں گے تو میں کبھی اس عظیم گناہ کا مرتکب نہ ہوتا۔ اب میں اللہ کے حضور تائب ہونے کے لئے آپ کے پاس آیا ہوں اور میں نے تہیہ کر لیا ہے کہ اس وقت تک آپ کی حفاظت کے لئے دشمنوں سے لڑوں گا جب تک میرا ایک ایک عضو اس راہ میں نہ کٹ جائے اور میں اپنے رب کے حضور حاضر نہ ہو جاؤں۔ کیا اس طرح میری توبہ قبول ہو جائے گی؟

حضرت حسینؓ نے فرمایا "یقیناً اللہ تمہاری توبہ قبول فرمائے گا اور تمھیں اپنے فضل سے بخشش عطا فرمائے گا۔"

حر آگے بڑھا اور اپنے ساتھیوں سے جو اس کے سامنے کھڑے تھے کہنے لگا:

"اے میری قوم! تم حسینؓ کی شرطوں کو جو انھوں نے تمہارے سامنے رکھی ہیں قبول کیوں نہیں کر لیتے تاکہ اللہ تمھیں ان کے ساتھ لڑائی سے محفوظ رکھے؟ اے اہل کوفہ! تمھیں وہ لوگ ہو جنھوں نے خطوط بھیج کر انھیں بلایا اور حتمی وعدے کیے کہ ہم آپ کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں گے لیکن اب جبکہ وہ تمہارے پاس آگئے تم ان سے لڑنے کے لئے نکل آئے ہو، تم نے ان کا محاصرہ کر لیا ہے اور اللہ کی وسیع زمین میں انھیں کسی جانب جانے بھی نہیں دیتے۔ اب وہ ایک قیدی کے مانند ہو گئے ہیں جو نہ اپنی مدد کر سکتا ہے اور نہ کسی تکلیف اور مصیبت کو اپنے سے دور رکھ سکتا ہے۔ تم نے ان پر اور ان کے ساتھیوں پر فرات کا پانی بند کر دیا ہے جسے یہود و

نصاریٰ اور مجوسی تو پی سکتے ہیں، جانوروں کو بھی اس میں سے پینے میں کوئی روک نہیں لیکن حسینؑ کو ایک قطرہ پانی کا نہیں مل سکتا۔ وہ اور ان کے ساتھی پیاس سے تڑپ رہے ہیں لیکن تم کھڑے ہنس رہے ہو۔ تم نے رسول اللہ صلعم کے بعد ان کی اولاد کی خوب قدر دانی کی۔ اگر تم توبہ نہ کرو گے اور ہٹ سے باز نہ آؤ گے تو اللہ قیامت کے دن تمہیں پیاسا رکھ کر تڑپائے گا۔"

اس تقریر کا جواب حرؑ کو تیر کی صورت میں ملا۔ ابن سعد لشکر کے علم بردار درید کے ساتھ آگے بڑھا اور ترکش سے تیر نکال کر حضرت حسینؑ کی فوج پر چلاتے ہوئے پکار کر کہا:

"لوگو! گواہ رہو کہ سب سے پہلا تیر میں نے چلایا ہے۔"

اس کے بعد عمرو بن سعد کی فوج سے زیاد بن سمیہ کا غلام یسار نکلا اور مبارزت طلبی کی۔ حضرت حسینؑ کی فوج سے عبداللہ بن عمرو کلبی نکلے جو کوفہ سے بیوی کے ساتھ آکر حضرت حسینؑ کی فوج میں شامل ہوئے تھے۔ یسار نے پوچھا "تم کون ہو؟"

عبداللہؓ نے اپنا حسب و نسب بیان کیا۔ یسار نے کہا:

"میں تمہیں نہیں جانتا۔ میرے مقابلے کے لئے زہیر بن قیس، حبیب بن مظاہر یا بریر بن حضیر میں سے کوئی نکلے۔"

عبداللہؓ نے کہا "تجھے اس سے کیا؟ تجھے تو لڑائی سے غرض ہے خواہ وہ کسی سے ہو۔ تیرے مقابلے کو جو بھی نکلے گا وہ تجھ سے بہتر ہی ہو گا۔" اس کے بعد عبداللہؓ آگے بڑھے اور تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اس کے بعد ابن حوزہ نے آواز دی کیا تم میں حسینؑ ہے؟ یہ دو بار اس نے یہی فقرہ کہا۔ پھر بھی کسی نے جواب نہ دیا۔ سہ بار کہنے پر لوگوں نے کہا "ہاں، تمہارا مقصد کیا ہے؟" ابن حوزہ نے کہا:

(حسینی کرامت)

"اے حسینؓ! میں تمہیں نار جہنم کی بشارت دیتا ہوں۔" حضرت حسین نے فرمایا "تو جھوٹ بولتا ہے۔ میں رحیم و کریم اور شفیع و مطاع رب کے حضور جاؤں گا تو ہے کون؟"

اس نے جواب دیا "ابن حوزہ۔"

حضرت حسین نے ہاتھ اوپر اٹھائے اور فرمایا "اے اللہ! اسے دوزخ میں داخل کر

ابن جوزہ یہ سن کر غصے سے بے قابو ہوگیا۔ اسی دوران میں اس کا گھوڑا بدک گیا۔ اس کا پاؤں رکاب میں اٹک گیا اور وہ گھوڑے کی پیٹھ پر سے گر پڑا۔ گھوڑا سرپٹ بھاگا جا رہا تھا اور ابن جوزہ کا سر پتھروں اور درختوں سے ٹکرا رہا تھا۔ اسی حالت میں اس کا کام تمام ہوگیا۔

"دیکھا آپ نے حسینؓ کی زبان میں کتنا اثر تھا اگر آپؓ چاہتے تو من اللہ سارا لشکر تباہ ہو جاتا مگر آپ نے مرضی حق ہی کو اولیٰ جانا۔

مسروق بن وائل حضرمی نے جو ابن سعد کی فوج میں تھا اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ کاش اسے حضرت حسین کا سر کاٹنے کا موقع ملے اور وہ اسے لے کر ابن زیاد کے پاس جائے۔ جب اس نے ابن جوزہ کا عبرتناک انجام دیکھا تو اسے اتنا خوف محسوس ہوا کہ وہ یہ کہتا ہوا کوفہ لوٹ گیا "میں حسینؓ کے ساتھ کبھی نہ لڑوں گا۔"

ابھی تک باقاعدہ جنگ شروع نہ ہوئی تھی۔ طرفین سے ایک ایک دو دو آدمی نکلتے اور اپنے مد مقابل پر حملہ آور ہوتے۔ جنگ مبارزت میں حضرت حسینؓ کا پلہ بھاری تھا، جو بھی شخص سامنے آتا مارا جاتا۔ حر بن یزید اور دوسرے جان نثاروں نے بہادری کا حیرت انگیز مظاہرہ کیا۔ ان کے سامنے ابن سعد کے بہادروں کی ایک نہ چلی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت حسینؓ کے ساتھیوں کے سامنے صرف ایک مقصد تھا کہ وہ اللہ کی رضا حاصل کر سکیں۔ اس جذبے نے انھیں بے خوف بنا دیا تھا اور وہ

موت کی قطعاً پروا نہ کرتے تھے لیکن ان کے مد مقابل جو لوگ تھے وہ محض انعام و اکرام کی خاطر جنگ کرنے آئے تھے۔ ان میں وہ روح نہ تھی جو حضرت حسینؓ کے ساتھیوں میں جاری و ساری تھی۔

جب شامی فوج متعدد آدمیوں کا نقصان اٹھا چکی تو میمنہ کے سالار عمرو بن حجاج نے پکار کر کہا کہ انفرادی جنگ بند کردی جائے اور عام حملہ شروع کردیا جائے۔ چنانچہ انفرادی لڑائی بند ہوگئی اور خود عمرو بن الحجاج فرات کی جانب سے حضرت حسینؓ کی فوج پر حملہ آور ہوا۔ تھوڑی دیر تک لڑائی جاری رہی۔ حضرت حسینؓ کی طرف سے شہادت کا شرف سب سے پہلے مسلمؓ بن عوسجہ کو حاصل ہوا۔ تھوڑی دیر کے لئے جب لڑائی بند ہوئی اور عمرو بن حجاج اپنا دستہ لے کر واپس چلا گیا تو حضرت حسینؓ مسلمؓ کے پاس پہنچے۔ ابھی ان میں تھوڑی سی جان باقی تھی۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا:

"اے ابن عوسجہ! اللہ تم پر رحمت نازل فرمائے! اس کے بعد یہ آیت پڑھی:

مِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا

(ان میں سے بعض نے اپنا عہد پورا کردیا اور بعض انتظار کررہے ہیں، ان کے ایمان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی)

حضرت حسینؓ کے بعد حبیب بن مظاہر مسلم بن عوسجہ کے پاس پہنچے اور کہا:

"میں تمہیں جنت کی بشارت دیتا ہوں۔ اگر مجھے یقین نہ ہوتا کہ میں عنقریب تمہارے پاس پہنچوں گا تو تم سے وصیت کی درخواست کرتا اور اسے پورا کرتا۔"

مسلمؓ بن عوسجہ نے حضرت حسینؓ کی طرف اشارہ کرکے ابن مظاہر سے کہا "میں تمہیں صرف ان کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ تم مرمٹنا مگر اپنے سامنے انھیں کوئی گزند نہ پہنچنے دینا۔" یہ کہہ کر انھوں نے جان دے دی۔"

حضرت حسینؓ کے ساتھی جان توڑ کر لڑے۔ جو آدمی جس طرف رخ کرتا صفوں کی صفیں الٹ دیتا تھا۔ یزید بن کندی، عمرو بن سعد کے ساتھ کوفہ سے آیا تھا لیکن جب ابن سعد نے حضرت حسینؓ کی شرائط کو مسترد کردیا تو وہ حضرت حسینؓ کی فوج کے ساتھ شامل ہوگیا تھا۔ وہ اپنے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا اور دشمنوں پر تیر چلانے لگا۔ سو (۱۰۰) تیر چلائے جن میں سے صرف پانچ خطا گئے۔ جب وہ تیر چلاتا حضرت حسینؓ فرماتے "اے اللہ! اس کے تیروں کو نشانے پر بٹھا اور اس کے بدلے اسے جنت عطا فرما۔"

یہ حالت دیکھ کر شمر بن ذی الجوشن نے عمرو بن سعد کے میسرے کے ساتھ چاروں طرف سے حضرت حسینؓ کے ساتھیوں پر حملہ کردیا۔ لیکن آپ کے ساتھی بے جگری سے لڑے اور اس حملے کو بھی پسپا کردیا۔ آخر سوار دستے کے سردار عمرو بن قیس نے عمرو بن سعد کو پیغام بھیجا کہ ان گنتی کے چند لوگوں نے ہمارا برا حال کردیا ہے تم ہماری مدد کے لئے کچھ پیادہ اور کچھ تیر انداز بھیجو۔

عمرو بن سعد نے پانچ سو تیر اندازوں کا ایک دستہ حصین بن نمیر کی سرکردگی میں مدد کے لئے روانہ کردیا۔ حصین بن نمیر نے اپنے آدمیوں کو تیر چلانے کا حکم دیا۔ تیروں سے حضرت حسینؓ کی فوج کے گھوڑے زخمی ہوگئے اور سواروں کو مجبوراً گھوڑوں سے اترنا پڑا۔

حر بن یزید کا گھوڑا بھی زخمی ہوگیا۔ وہ گھوڑے سے کود پڑا اور تلوار ہاتھ میں لے کر دشمنوں کی صف میں گھس گیا۔ دشمن چاروں طرف سے اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے شہید کردیا۔

دوپہر ہوگئی لیکن حضرت حسینؓ کی فوج میں ضعف کے آثار نمودار ہوئے نہ ابن سعد کی فوج غلبہ حاصل کرسکی۔ وجہ یہ تھی، حضرت حسینؓ نے خیموں کی ترتیب

اس طرح رکھی تھی کہ دشمن صرف ایک جانب سے حملہ کرسکتا تھا۔ آخر ابن سعد نے حکم دیا کہ حسینؓ کی فوج کے دائیں اور بائیں جو خیمے ہیں انھیں گرادیا جائے لیکن یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہوسکی۔ حضرت حسینؓ نے چار پانچ آدمی خیموں کی آڑ میں چھپادیے۔ جو آدمی ان کی زد میں آتا وہ اسے تیروں کے ذریعہ سے ہلاک کردیتے یا تلوار سے قتل کردیتے۔ یہ دیکھ کر عمرو بن سعد نے خیموں کو آگ لگانے کا حکم دیا۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا:

"کچھ پروا نہیں۔ انھیں جلادو۔ یہ ہمارے لئے اور بھی بہتر ہے کیوں کہ اب یہ لوگ پیچھے سے حملہ نہ کرسکیں گے۔" چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اسی دوران میں عبداللہؓ بن عمیر کلبی بھی شہید ہوچکے تھے۔ ان کی شہادت کے بعد ان کی بیوی ان کے پاس جاکر سر سے مٹی پونچھنے لگیں۔ مٹی پونچھتی جاتی تھیں اور کہتی جاتی تھیں "تمھیں جنت مبارک ہو۔" شمر نے اپنے غلام رستم کو حکم دیا کہ اس عورت کو جاکر قتل کردو۔ رستم نے جاکر خیمے کی چوب سے اس کا سر کچل دیا۔

شمر بن ذی الجوشن نے ایک زور دار حملہ کیا اور حضرت حسینؓ کے خیمے تک پہنچ گیا۔ قریب پہنچ کر اس نے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اس خیمے کو جلا دیا جائے۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا "تو میرے اہل بیت کو جلانا چاہتا ہے۔ اللہ تجھے دوزخ کی آگ میں جلائے۔" شبث بن ربعی نے بھی اسے لعنت ملامت کی۔ آخر شمر وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد زہیر بن قین نے دس آدمیوں کے ساتھ ان لوگوں پر جو خیموں کو جلانے میں مصروف تھے حملہ کردیا اور ایک شخص ابو عزہ کو قتل کر ڈالا۔

اب حضرت حسینؓ کے ساتھ بہت تھوڑے آدمی رہ گئے تھے۔ باقی شہید ہوچکے تھے۔ گو کوفیوں کے بھی متعدد آدمی قتل ہوئے تھے، چوں کہ ان کا ایک لشکر جرار میدان میں موجود تھا اس لئے اگر ان کے چند آدمی قتل ہوجاتے تھے تو کوئی کمی

محسوس نہیں ہوتی تھی لیکن حضرت حسینؑ کی فوج کے ایک آدمی کے شہید ہوجانے سے بھی نمایاں کمی محسوس ہوتی تھی۔

ظہر کی نماز کا وقت جا رہا تھا۔ حضرت حسینؑ نے اپنے آدمیوں سے فرمایا کہ دشمنوں سے کہو وہ ہمیں نماز پڑھنے دیں۔ لیکن دشمن نے یہ درخواست نامنظور کردی اسلئے مجبوراً لڑائی ہی کی حالت میں صلوۃ خوف ادا کی گئی۔ نماز کے بعد زہیر بن قین نے پھر دشمنوں کی فوج پر زور سے حملہ کردیا لیکن کب تک؟ دشمن کی فوج میں کثیر بن عبدالہ الشعبی اور مہاجر بن اوس نے ان پر حملہ کرکے انہیں شہید کردیا۔

نافع بن ہلال بجلی نے تیروں سے کوفی فوج کے بارہ آدمی مارے تھے اور سینکڑوں کو مجروح کیا تھا۔ وہ خود بھی بری طرح زخمی ہوگئے تھے۔ آخر دشمنوں نے انھیں گرفتار کرلیا۔ شمر بن ذی الجوشن انھیں لے کر عمرو بن سعد کے پاس آیا۔ خون سے ان کا سارا جسم تربتر تھا۔ انھوں نے ابن سعد کے پاس پہنچ کر کہا:

"میں نے تمہارے بارہ آدمی مارے اور سینکڑوں کو زخمی کیا۔ اگر میرا ایک بھی بازو سلامت رہتا تو تم مجھے گرفتار نہ کرسکتے۔"

شمر نے انھیں قتل کرنے کے لئے تلوار اٹھائی۔ نافع نے کہا:

"اگر تم مسلمان ہوتے تو یقیناً تم ہمارا خون اپنی گردن پر لے کر اللہ کے سامنے حاضر ہونے سے ہچکچاتے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہماری موت ایسے آدمیوں کے ہاتھوں سے واقع ہو رہی ہے جو اس کی مخلوق میں بدترین ہیں۔"

یہ سن کر شمر کے غصے کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس نے تلوار سے نافع کو شہید کردیا اور حضرت حسینؑ کی فوج پر پھر زبردست حملہ شروع کردیا۔ آپ کی فوج کا بڑا حصہ شہید ہوچکا تھا۔ صرف چند لوگ آپ کے ارد گرد باقی رہ گئے تھے۔ جب ان جاں نثاروں نے دیکھا کہ دم بدم کوفی فوج کا غلبہ ہوتا جا رہا ہے تو یہ طے کرلیا، قبل اس کے

دشمن حضرت حسینؓ پر حملہ آور ہو وہ سب کے سب آپ کی حفاظت کے لیے ایک ایک کر کے قتل ہو جائیں۔ چنانچہ سب سے پہلے دو غفاری بھائی عبداللہ اور عبدالرحمان آگے آئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

ان کے بعد حنظلہ بن سعد شبامی حضرت حسینؓ کے آگے کھڑے ہوئے اور دشمن کو پکار کر کہا "اے اہل کوفہ! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تمھارا حشر بھی عاد و ثمود کی طرح ہو اور تم برباد ہو جاؤ۔ اے میری قوم! حسینؓ کو قتل نہ کرو کیوں کہ ایسا کر کے تم اپنے کو دردناک عذاب کی لپیٹ میں لے آؤ گے۔" یہ کہہ کر وہ آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

حنظلہ کے بعد دو جابری نو عمر جوان سیف بن حارث بن سریع اور مالک بن عبد بن سریع آئے۔ یہ دونوں بھائی بھائی تھے۔ انھوں نے دعاؤں سے حضرت حسینؓ کو الوداع کہی اور آگے بڑھ کر شہید ہو گئے۔

ان کے بعد عباس بن ابی شبیب الشاکری اور شوذب آگے بڑھے۔ حضرت حسینؓ کو سلام کیا اور دشمن کی صف میں گھس کر بے جگری سے لڑنے لگے۔ شوذب تو شہید ہو گئے۔ عباس نے مبارزت طلب کی۔ عمرو بن سعد نے کہا "اسے پتھروں سے ہلاک کر دو۔" چنانچہ چاروں طرف سے ان پر پتھر پڑنے لگے۔ جب انھوں نے یہ دیکھا تو اپنا خود اور زرہ اتاری اور بڑے جوش و خروش سے دشمنوں کی صفوں میں گھس گئے اور انھیں درہم برہم کر دیا۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد شامی نرغہ کر کے بڑھے اور انھیں شہید کر دیا۔

ضحاک بن عبداللہ المشرقی نے دیکھا کہ اب حضرت حسینؓ کے گرد گنتی کے چند آدمی باقی رہ گئے ہیں، باقی سب شہید ہو چکے ہیں تو وہ آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ "اے ابن رسول اللہ! آپ کو یاد ہو گا میں نے آپ سے عرض کی تھی کہ جب کہ

تک ممکن ہو گا میں آپ کی طرف سے لڑوں گا لیکن جب دیکھوں گا کہ مجھ میں لڑنے کی طاقت نہیں تو میں میدان جنگ سے چلا جاؤں گا۔"

حضرت حسینؓ نے فرمایا "بے شک تم نے یہی کہا تھا لیکن اب تم کس طرح بھاگ سکتے ہو؟ تمھارے لئے فرار کی سب راہیں بند ہیں۔ اگر بھاگ سکتے ہو تو ضرور بھاگ جاؤ۔ میری طرف سے اجازت ہے۔" تاکہ یہاں کی کیفیت دوسروں تک پہونچ سکے

جب شامی فوج کی طرف سے حضرت حسینؓ کی فوج پر تیروں کی بارش شروع ہوئی تھی اور گھوڑے زخمی ہو کر ناکارہ ہو گئے تھے تو ضحاک نے اپنا گھوڑا ایک خیمے میں چھپا دیا تھا اور پیدل چل کر دشمنوں کے دو آدمی قتل کر دیے تھے۔ جب حضرت حسینؓ نے اسے واپس جانے کی اجازت دے دی تو اس نے خیمے سے گھوڑا نکالا اور میدان جنگ سے فرار ہو گیا۔ شامی فوج کے پندرہ سپاہیوں نے اس کا پیچھا کیا لیکن وہ ہاتھ نہ آیا۔

اب حضرت حسینؓ کے ساتھیوں میں سے صرف دو شخص سویدؒ بن عمروؒ بن ابی المطاع اور بشیرؒ بن عمرو الحضرمی رہ گئے تھے۔ یہ بھی بے جگری سے آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ سوید بن عمرو حضرت حسینؓ کے آخری ساتھی تھے۔ جنھوں نے جام شہادت نوش کیا۔ اب آپ کے ساتھ سوا آپ کے گھر والوں کے جن کی تعداد بہت تھوڑی تھی اور کوئی شخص باقی نہ رہا۔

○

ابھی تک ان کے چھینٹوں سے شفق کا سرخ ہے دامن
کہاں تک ان شہیدوں نے لہو اپنا اچھالا ہے

شہادت عظمیٰ

جاں نثاران حسینؓ ایک ایک کر کے شہید ہو چکے تھے۔ اب صرف خاندان بنی ہاشم کے افراد باقی رہ گئے تھے۔ وہ بھی دل و جان سے آپ پر فدا ہونے کے لیے تیار تھے۔ سب سے پہلے حضرت حسینؓ کے بڑے فرزند علی اکبر میدان میں آئے۔ وہ اتیس برس کے خوبرو اور وجیہ نوجوان تھے۔ انھوں نے دشمن کے لشکر پر حملہ کیا۔ حملے کے وقت یہ رجز پڑھتے جاتے تھے۔

اَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنُ عَلِیٍّ۔ نَحْنُ وَ رَبِّ الْبَیْتِ اَوْلٰی بِالنَّبِیِّ
تَاللّٰہِ لَا یَحْکُمْ فِیْنَا ابْنُ الدَّاعِیْ

(میں علیؓ بن حسینؓ بن علیؓ ہوں۔ خانہ کعبہ کے رب کی قسم! ہم نبیؐ کے قرب کے زیادہ مستحق ہیں۔ اللہ کی قسم! نا معلوم باپ کا بیٹا ہم پر حکومت نہ کر سکے گا۔)
وہ بجلی کی طرح دشمنوں کی صفوں میں ادھر سے ادھر پھر رہے تھے اور شجاعت کے جوہر دکھا رہے تھے۔ آخر مرہ بن منقذ العبدی نے ان پر نیزے کا وار کر کے انھیں زمین پر گرا دیا۔ ان کا گرنا تھا کہ چاروں طرف سے دشمن خونخوار بھیڑیوں کی طرح ٹوٹ پڑے اور تلواروں سے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ یہ دل گداز منظر دیکھ کر ان کی پھوپھی زینب تڑپ کر خیمے سے باہر آئیں اور "اے میرے بھتیجے" کہہ کر علی اکبرؓ کی لاش کے ٹکڑوں پر گر پڑیں۔ حضرت حسینؓ نے انھیں زبردستی خیمے میں واپس بھیجا اور بیٹے کی لاش کے ٹکڑوں کو اس کے بھائیوں کی مدد سے اٹھوا کر خیموں کے سامنے لٹا دیا۔ اور فرمایا الحمد للہ اب میں اپنے فرض سے سبکدوش ہو گیا۔"

یا علیؓ اب دیدنی ہے قوت دست حسینؓ
اب خیبر سے گراں ہے لاش اکبرؓ کا مقام

علی اکبرؓ کے بعد یکے بعد دیگرے عبداللہ بن مسلم بن عقیل بن عون بن عبداللہ بن جعفر، محمد بن عبداللہ بن جعفر، عبدالرحمان بن عقیل اور جعفر بن ابی طالب میدان کارزار میں نکلے اور شہید ہوئے۔ رضوان اللہ علیہم۔

ان کے بعد قاسمؓ بن حسنؓ بن علیؓ ہاتھ میں تلوار لے کر میدان میں آئے۔ وہ ایسے قدر حسین تھے کہ ان کا چہرہ چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا۔ عمرو بن سعد بن نفیل ازدی نے ان کی گردن پر تلوار ماری۔ قاسمؓ چلائے "اے چچا الوداع" اور زمین پر گر پڑے۔

ان کی آواز سنتے ہی حضرت حسینؓ باز کی طرح جھپٹے اور شیر کی طرح حملہ کر کے عمرو کا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ اور عمرو کی چیخ پکار سن کر کوفی سوار اسے بچانے کے لئے ٹوٹ پڑے لیکن گھبراہٹ میں بجائے بچانے کے اسے اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالا اور اسی وقت ہلاک ہو گیا۔

جب غبار چھٹا تو لوگوں نے دیکھا کہ حضرت حسینؓ قاسم کی لاش کے سرہانے کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں:

"اس قوم کے لئے ہلاکت ہو جس نے تجھے قتل کیا۔ قیامت کے دن یہ لوگ تیرے نانا کو کیا جواب دیں گے؟"

اس کے بعد فرمایا "اللہ کی قسم! تیرے چچا کے لئے یہ سخت حسرت کا مقام ہے کہ تو اسے پکارے اور وہ تجھے جواب نہ دے سکے اور نہ تیری کوئی مدد کر سکے۔ افسوس آج تیرے چچا کے دشمن بہت ہو گئے اور مددگار کوئی بھی باقی نہ رہا۔" یہ کہہ کر اسے اٹھا لیا اور اپنے بیٹے علی اکبرؓ اور دیگر اہل بیت کی لاشوں کے پاس لٹا دیا۔ اس کے بعد حضرت حسینؓ اپنے خیمے کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ عین اس وقت آپ کے یہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام "عبداللہ" رکھا گیا۔ اسے آپ کے پاس لایا گیا اور آپ اس کے کان میں اذان دینے لگے۔ فوراً ہی بنی اسد کے ایک بدبخت نے ایسا تیر مارا جو بچے کے

حلق پیوست ہوگیا اور اس کی روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ حضرت حسینؓ نے اپنے چلو میں اس کا خون بھرا اور اسے زمین پر گرادیا۔ بعد ازاں اسے بھی دوسرے شہیدوں کے پاس لاکر لٹا دیا۔

اسی دوران میں عبداللہ بن عقبہ نے ابوبکرؓ بن حسنؓ بن علیؓ کو تیر مار کر شہید کردیا۔

جب عباسؓ بن علیؓ نے دیکھا کہ خاندان کے تمام لوگ ایک ایک کرکے فدا ہوگئے ہیں تو انھوں نے اپنے سوتیلے بھائیوں عبداللہؓ بن علیؓ، جعفرؓ بن علیؓ اور عثمانؓ بن علیؓ سے کہا "اب تمہارے قربان ہونے کا وقت آگیا ہے، آگے بڑھو اور اللہ کے راستے میں جانیں دے دو۔" چنانچہ سب سے پہلے عبداللہؓ بن علیؓ آگے بڑھے اور شدید لڑائی کے بعد جام شہادت نوش کیا۔ ان کے بعد جعفرؓ بن علیؓ بڑھے، وہ بھی شہید ہوئے۔ ان کے بعد عثمانؓ بن علیؓ میدان میں نکلے، ان پر بنو ابان کے ایک شخص نے حملہ کیا اور ان کا سرتن سے جدا کردیا۔ بنو ابان ہی کے ایک شخص نے محمدؓ بن علیؓ بن ابی طالب پر حملہ کیا اور انھیں شہید کردیا۔

اسی دوران میں اہل بیت کے خیموں میں سے ایک ننھا بچہ نکلا اور خوف زدہ نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ ہانی بن ثبیت حضرمی نے آگے بڑھ کر اسے بھی شہید کردیا۔

حضرت حسینؓ زخموں سے چور چور ہوچکے تھے اور آپ کو شدید پیاس لگی ہوئی تھی۔ آپ اپنے بھائی عباس کو لے کر دریائے فرات کی طرف چلے۔ دشمن کے سواروں نے آپ کو روکنا چاہا مگر آپ لڑتے بھڑتے کنارے تک پہنچ ہی گئے اور برتن میں پانی لے کر پینا ہی چاہتے تھے کہ حصین بن نمیر نے تیر مارا جو آپ کے گلے میں پیوست ہوگیا۔ آپ نے تیر کھینچا اور اپنے ہاتھ منہ کی طرف اٹھائے تو دونوں چلو خون سے بھر گئے۔ آپ نے خون کو آسمان کی طرف پھینکا اور فرمایا:

"اے اللہ! میں تجھی سے شکوہ کرتا ہوں۔ دیکھ تیرے رسولؐ کے نواسے کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔!"

لہو اچھالا فلک والے کو جو دکھلانے

ندا یہ آئی کہ اب پاس آ سلام علیک (حضرت غوثی شاہؒ)

یہ کہہ کر اسی تشنگی کی حالت میں آپ واپس چلے دشمنوں نے نرغہ کر کے عباسؓ بن علی کو آپ سے علحدہ کر دیا۔ عباسؓ بن علیؑ تن تنہا ان سے لڑنے لگے مگر کب تک آخر زخموں سے چور ہو کر زمین پر گر پڑے اور اپنی جان اللہ کے سپرد کر دی۔

جب حضرت حسینؓ اپنے خیمے کی طرف لوٹ آئے تو شمر بن ذی الجوشن کئی سواروں کو لے کر جن میں ابوالجنوب عبدالرحمان الجعفی، قشعم بن عمرو بن یزید الجعفی، صالح بن وھب الیزنی، سنان بن انس النخعی اور خولی بن یزید الاصبی تھے آپ کی جانب بڑھا اور انھیں آپ کے خلاف برانگیختہ کرنے لگا۔ آپ بھی آگے بڑھ کر تلوار کے جوہر دکھانے لگے جس کی تاب نہ لا کر وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے۔

بھاگے سارے اشقیا، یہ کہہ کے اب آئے نبیؐ

اک نہ ٹھہرا ہم شبیہ مصطفیٰؐ کے سامنے (طیبابیؒ غوثی)

لیکن تھوڑی دیر میں وہ پھر جمع ہو گئے اور آپ کا محاصرہ کر لیا۔ قبیلہ کندہ کے ایک شخص مالک نے تلوار سے آپ کے سر پر وار کیا۔ آپؓ ٹوپی پہنے ہوئے تھے۔ تلوار ٹوپی کو چیرتی ہوئی سر میں جا کر لگی۔ سر سے خون جاری ہو گیا اور ساری ٹوپی خون سے بھر گئی۔ آپ نے ٹوپی اتاری، سر پر پٹی باندھی اور دوسری ٹوپی اوڑھ کر اس پر عمامہ باندھ لیا۔

خیمے کے اندر سے نو عمر عبداللہؓ بن حسنؓ بن علیؑ نے جب آپ کو دشمنوں کے نرغے میں گھرا دیکھا تو وہ جوش سے بے قابو ہو گیا اور ایک لکڑی لے کر آپ کے پہلو

میں جا کر کھڑا ہوا۔ اسی وقت ابن کعب نے حضرت حسینؓ پر تلوار سے ایک اور حملہ کیا۔ عبداللہؓ بن حسنؓ نے چلا کر کہا:

"اے خبیث! میرے چچا کو قتل کرے گا؟"

یہ سن کر ابن کعب نے بچے پر تلوار چلائی۔ بچے نے اپنے ہاتھ پر وار روکا اور اس کا ہاتھ کٹ گیا۔ بچہ تکلیف سے بے قرار ہو کر چیخنے لگا۔ حضرت نے اسے گود میں اٹھالیا اور فرمایا:

"اے میرے بھتیجے! اس مصیبت پر جو تجھ پر پڑی صبر کر۔ اللہ تجھے بھی تیرے پاک و مطہر آباؤ اجداد تک پہنچا دے گا۔"

اس کے بعد آپ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا:

"اے اللہ! ان لوگوں سے بارش کے قطروں کو روک لے اور زمین کی برکتوں کو ان پر حرام کر دے۔ اے اللہ! اگر تو انھیں کچھ دنوں کی اور مہلت دے تو ان میں پھوٹ ڈال دے اور انھیں ایک دوسرے سے الگ الگ کر دے کیوں کہ ان لوگوں نے ہمیں بلایا اور ہماری مدد کا وعدہ کیا لیکن جب ہم آئے تو ہمارے خلاف میدان جنگ میں کود پڑے اور ہمیں قتل کر دیا۔" خدا نے حضرت حضرت حسینؓ کی فریاد سن لی اور ایک عرصہ بعد ایک لاکھ چالیس ہزار یزیدیوں کا قتل عام ہوا۔

آپؓ کا سر اور سارا بدن شدید زخمی ہو چکا تھا لیکن اس حالت میں بھی جب آپ تلوار چلاتے تھے تو آپ کے دائیں بائیں دشمنوں کی بھیڑ اس طرح پھٹ جاتی تھی جس طرح پانی پڑ سے کئی۔ اسی دوران میں آپ کی بہن زینبؓ اپنے خیمے سے یہ کہتی ہوئی باہر نکلی "کاش آسمان زمین پر ٹوٹ پڑے۔" اسی موقع پر عمرو بن سعد حضرت حسینؓ کے قریب پہنچا۔ زینبؓ نے چلا کر کہا "اے عمرو! کیا ابو عبداللہ (حضرت حسینؓ) تیری آنکھوں کے سامنے قتل ہو جائیں گے؟" یہ سن کر عمرو بن

سعد کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور ٹپ ٹپ اس کے رخساروں اور ڈاڑھی پر گرنے لگے جس پر اس نے منہ پھیر لیا۔

کوئی پامال ستم ایسا ہمیں بتلائے تو
شرم سے پھر جاتے تھے ظالم بھی آ کے سامنے (طیباتِ حوشیؔ)

حضرت حسینؓ انتہائی بہادری سے لڑ رہے تھے اور فرما رہے تھے:

"کیا تم میرے قتل پر مجتمع ہوگئے ہو؟ اللہ کی قسم! میرے بعد اپنے بندوں میں سے کسی بندے کے قتل پر اللہ اتنا ناراض نہ ہوگا جتنا میرے قتل پر ہوگا۔ مجھے اللہ ضرور عزت بخشے گا لیکن تم سے ایسے ایسے طریقوں سے انتقام لے گا کہ ان کا تصور بھی نہ کر سکو گے۔"

اب بہت دیر ہو چکی تھی دشمن اگر چاہتا تو خاصی دیر پہلے آپ کو شہید کر چکا ہوتا لیکن ہر شخص اس گناہ کا بار دوسرے پر ڈالنا چاہتا تھا اور خود بچنا چاہتا تھا۔

جب شمر بن ذی الجوشن نے یہ دیکھا تو پیدل فوج کے پیچھے سوار لا کر کھڑے کر دیئے اور تیر اندازوں کو حکم دیا کہ وہ تیر چلائیں۔ ساتھ ہی چلا کر کہا:

"تمہارا برا ہو تم کس کا انتظار کر رہے ہو؟ حسینؓ کو قتل کیوں نہیں کرتے؟

چنانچہ چاروں طرف سے آپ پر حملہ کر دیا گیا۔ زرعہ بن شریک تمیمی نے آپ کے بائیں بازوں پر تلوار ماری۔ آپؓ لڑکھڑائے۔ لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ لیکن سنان بن انس نخعی نے آگے بڑھ کر آپ کے نیزہ مارا اور آپؓ زمین پر گر پڑے۔ خولی بن یزید الاصبحی آپؓ کا سر کاٹنے کے لئے آگے بڑھا لیکن ہمت نہ پڑی۔ یہ دیکھ کر سنان نے کہا "اللہ تیرے اعضاء کو شل کر ڈالے!" یہ کہہ کر خود گھوڑے سے اتر کر آپؓ کو ذبح کیا۔

"سفینہ" میں لکھا ہے کہ آپ کا سر خود شمر بن ذی الجوشن نے کاٹ کر خولی بن یزید کے حوالے کیا تھا۔

شہادت کے بعد دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ آپ کے جسم پر تیروں کے زخموں کے علاوہ نیزوں کے تینتیس اور تلوار کے چونتیس زخم تھے۔

آپ کو شہید کرنے کے بعد کوفیوں نے آپ کے کپڑے تک اتار لیئے۔ حضرت حسینؓ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص سوید بن ابی المطاع ابھی تک زندہ تھے اور مقتولوں کے درمیان پڑے دم توڑ رہے تھے۔ انھوں نے لوگوں کو کہتے ہوئے سنا کہ حسین قتل کر دیئے گئے۔ وہ یہ سن کر اسی جانکنی کی حالت میں اٹھے اور قریب پڑی ہوئی ایک چھری لے کر دشمنوں کی طرف بڑھے لیکن تلوار کی ایک ہی ضرب سے ان کا کام تمام کر دیا گیا۔ قافلہ حسینؓ میں وہ سب سے آخری شہید تھے۔

اب کوفی خیموں کی طرف بڑھے اور اہل بیت کا سارا سامان لوٹ لیا۔ اس کے بعد وہ زین العابدینؓ کی طرف بڑھے جو بیمار پڑے تھے۔ شمر نے انھیں بھی قتل کرنا چاہا لیکن حمید بن مسلم نے کہا:

"سبحان اللہ! کیا بچوں کو بھی قتل کرو گے؟"

شمر کے باقی ساتھیوں نے بھی کہا کہ ہم اس بیمار کو قتل نہ کریں گے۔ اسی اثناء میں عمرو بن سعد بھی وہاں آگیا۔ اس نے کہا "خبردار کوئی شخص خیموں میں نہ جائے، اس بیمار کو کوئی ہاتھ نہ لگائے اور جس نے جو کچھ لوٹا ہے سب واپس کر دے۔"

اس نے خیموں پر چند سپاہی متعین کر دیئے تاکہ وہ عورتوں اور بچوں کی حفاظت کریں۔ یہ انتظام کرنے کے بعد وہ واپس میدان میں آگیا اور پکار کر کہا کہ حسینؓ کا جسم روندنے کے لیئے کون کون تیار ہے؟ اس پر دس آدمیوں نے اپنے نام پیش کیے اور گھوڑے دوڑا کر جسم اطہر کو روند ڈالا۔

دن کا آخری حصہ تھا۔ آفتاب زیادہ دیر تک یہ ہولناک منظر نہ دیکھ سکا اور خون روتا ہوا غروب ہوگیا۔

حضرت حسینؓ کی شہادت کا واقعہ یوم عاشورا یعنی ۱۰/ محرم ۶۱ھ مطابق ۱۰/ اکتوبر 680ء کو بوقت عصر پیش آیا۔ حضرت حسینؓ کی عمر اس وقت پچپن برس کی تھی۔ آپ کے ساتھ بہتر آدمی شہید ہوئے۔ ان میں اٹھارہ آپ کے رشتہ دار اور خاندان بنو ہاشم کے فرد تھے جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) عباسؓ ابن علیؓ (۲) جعفرؓ بن علیؓ (۳) عبداللہؓ بن علیؓ (۴) عثمانؓ بن علیؓ (۵) محمدؓ بن علیؓ (۶) ابوبکرؓ بن علیؓ (۷) علیؓ بن حسینؓ بن علیؓ (علی اکبرؓ) (۸) عبداللہؓ بن حسینؓ (۹) ابوبکرؓ بن حسنؓ (۱۰) عبداللہؓ بن حسنؓ (۱۱) قاسمؓ بن حسنؓ (۱۲) عونؓ بن عبداللہؓ بن جعفرؓ (۱۳) محمدؓ عبداللہؓ بن جعفرؓ (۱۴) جعفرؓ بن عقیلؓ (۱۵) عبدالرحمانؓ بن عقیلؓ (۱۶) عبداللہؓ بن عقیلؓ (۱۷) عبداللہؓ بن مسلمؓ بن عقیلؓ (۱۸) محمدؓ بن ابوسعیدؓ بن عقیلؓ

عمرو بن سعد کی فوج کے اٹھاسی آدمی مارے گئے۔ زخموں کی تعداد ان کے علاوہ تھی

عمرو نے تمام شہداء کے سر کاٹنے کا حکم دیا اور شمر ذی الجوشن، قیس بن اشعث، عمرو بن الحجاج اور عروہ بن قیس کے ہاتھ یہ سر، حضرت حسینؓ کے سر کے ساتھ، ابن زیاد کے پاس بھجوادیئے۔ یہ لوگ ان سروں کو نیزوں پر لٹکا کر ابن زیاد کے پاس لے گئے۔

شہادت کے دو روز بعد عمرو بن سعد، حضرت حسینؓ کی بیٹیوں، بہنوں، شیر خوار بچوں اور علیؓ بن حسینؓ زین العابدینؒ کو اپنے ہمراہ لے کر کربلا سے کوفہ روانہ ہوا۔ جب یہ تباہ شدہ قافلہ اس جگہ سے گزرنے لگا جہاں حضرت حسینؓ اور دیگر شہداء کی لاشیں بے گور و کفن چٹیل میدان میں پڑی تھیں تو قافلے میں ایک ماتم بپا ہوگیا۔ آپ کی بہن زینب رو رو کر کہتی تھی:

؎ اے ارض کربلا تیری گود میں آن کر
فرزند فاطمہؓ کا بھرا گھر اجڑ گیا

"یا رسول اللہ صلعم کہ جن پر ملائک آسمان سے درود بھیجتے ہیں دیکھئے یہ حسینؑ خاک و خون میں غلطاں، ٹکڑے ٹکڑے ہو کر چٹیل میدان میں پڑا ہے۔ آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں۔ آپ کی اولاد مقتول ہے اور ہوا ان پر خاک اڑا رہی ہے۔" حضرت زینبؓ بن علیؑ نے جوں ہی یہ اشعار کہے اچانک عجیب و غریب سماں بندھ گیا اور خوشبو آنے لگی چونکہ آنحضور صلعم کے ساتھ، علیؑ، فاطمہؑ، حمزہؓ اور انبیاء علیہم السلام کی آمد ہوئی۔

نبیؐ ہیں آج پریشان شیشہ لئے ہیں
لہو شہیدوں کا ہاتھوں سے سب اٹھاتے ہیں

یہ دردناک مرثیہ سن کر دوست دشمن کوئی نہ تھا جو رونے نہ لگا ہو۔ اس وقت ان لوگوں کو احساس ہوا کہ وہ کس قدر شدید گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا؟

جب عمرو بن سعد میدان کربلا سے کوچ کر گیا تو اہل غاضریہ نے جو قریب ہی رہتے تھے آکر نماز جنازہ ادا کی اور حضرت حسینؑ اور دیگر شہداء کی لاشیں دفن کیں۔

"سفینہ" کہتا ہے کہ حضرت حسینؑ کا مزار اسی جگہ ہے جہاں دیگر شہداء کو دفن کیا گیا تھا۔ علی بن حسینؑ کو آپ کے قدموں میں دفن کیا گیا۔ آپ کے اہل بیت اور دیگر شہداء کے لئے ایک ہی گڑھا کھودا گیا اور سب کو ایک ساتھ ہی دفن کر دیا گیا۔ عباسؑ بن علیؑ کو جو حضرت حسینؑ کے ساتھ دریائے فرات تک گئے تھے اور دشمنوں نے نرغہ کرکے انھیں وہیں شہید کر دیا تھا اسی جگہ دفن کیا گیا جہاں وہ شہید ہوئے تھے۔

حضرت حسینؑ کے سر کے بارے میں مؤرخین میں اختلاف ہے کہ وہ کہاں دفن کیا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ دمشق میں دفن کیا گیا، بعض کہتے ہیں اسے مدینہ بھیج دیا گیا۔ جہاں اسے دفن کیا گیا، بعض دیگر مقامات کا نام لیتے ہیں۔

نالۂ فراق

حضرت حسینؑ کی زوجہ محترمہ بی بی حضرت ربابؑ کے المیہ اشعار

0000

ہائے وہ نور جو روشنی پھیلاتا تھا آج کربلا میں مقتول پڑا ہے آج اسے کسی نے دفن بھی نہیں کیا ہے۔ اے سبط نبیؐ آپ کو ہماری طرف سے خدا بہترین جزا عطا کرے۔

آپ میزان عمل کے خسراں سے بچالئے گئے آپ میرے لئے بلند پہاڑ کی چوٹی تھے مَیں جس کی پناہ لیا کرتی تھیں۔ آپ کا برتاؤ ہمارے ساتھ رحم اور دین کا تھا۔ اب یتیموں کا کون ہے اب فقیروں کا کون ہے اب کون رہگیا ہے جس کے پاس ہر مسکین کو پناہ مل سکے۔

قسم خدا کی مَیں اس قرابت کے بعد اب کوئی خوشی پسند نہ کرونگی حتیٰ کہ ریت اور مٹی کے تودے میں جا چھپوں۔

حسنؑ و حسینؑ یادگاریں

کربلا کے میدان کارزار میں صرف تین بچے بچ گئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کو سعادت کی یادگار بنادیا۔ حضرت امام حسنؑ کے صاحبزادے حسنؓ بن حسنؓ اور عمرو بن حسنؓ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے منجھلے صاحبزادے حضرت علی بن الحسین امام زین العابدینؓ جو حضرت امام حسینؓ کے جانشین ہیں۔

بنتِ عقیل کا مرثیہ

جب مدینہ میں حضرت حسینؓ اور آپ کے جان نثار ساتھیوں کی شہادت کی خبر پہنچی تو وہاں ایک کہرام برپا ہوگیا۔ بنو ہاشم کی عورتیں چلاتی ہوئی باہر نکل آئیں۔

ماذا تقولون ان قال النبیؐ لکم
ماذا فعلتم و انتم آخر الامم
بعترتی و باھلی بعد مفتقدی
منھم اساری و قتلی ضر جو ابدم
ماکان ہذا جزائی نصحت لکم
ان تخلفونی بسوء فی ذوی رحمی

(تم اس وقت کیا جواب دو گے جب رسول اللہؐ تم سے پوچھیں گے کہ اے لوگو جو سب سے آخری امت ہو تم نے میری وفات کے بعد میری اولاد اور میرے اہل بیت سے کیا سلوک کیا کہ ان میں سے بعض قیدی ہیں اور بعض خون میں نہائے ہوئے مردہ پڑے ہیں۔ میں نے تم سے جو سلوک اور خیر خواہی کی اس کا تم نے یہی بدلہ دیا کہ میرے رشتہ داروں کے ساتھ بد سلوکی سے پیش آئے اور انھیں اذیتیں پہنچائیں۔

قاتلان حسینؓ کا انجام؟

"بیہقی" کی ایک حدیث کی روشنی میں جس میں بذریعہ جبرائیلؑ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ سے کہا تھا کہ میں نے یحییٰؑ کے خون کا بدلہ ۷۰ ہزار نفوس سے لیا ہے مگر میں آپ کے نواسے کے خون کا بدلہ ۷۰ اور ۷۰ ہزار نفوس سے لونگا۔ چنانچہ مختار ثقفی نے ایک سو چالیس ہزار یزیدیوں کا قتل عام کیا۔

حضرت حسینؓ کے قاتلین کے متعلق تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی عذاب الٰہیٰ کی گرفت سے بچ نہ سکا۔ بعض قتل کرائے گئے اور بعض کو ایسے دردناک مصائب کا سامنا کرنا پڑا کہ موت ان مصائب کے مقابلے میں کہیں زیادہ آسان تھی۔

ابن الجوزی زھری سے روایت کرتے ہیں کہ قاتلین حسینؓ میں سے کوئی بھی شخص دنیا میں سزا سے نہ بچا۔ بعض کو قتل کی سزا ملی، بعض اندھے ہوگئے اور جو لوگ برسر اقتدار تھے تھوڑی مدت میں ان کا اقتدار جاتا رہا۔

ابن کثیر لکھتے ہیں "حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد جو فتنے برپا ہوئے اور جن کا ذکر تاریخوں میں آتا ہے ان میں اکثر بالکل صحیح ہیں۔ آپ کے قاتلوں میں سے کوئی شخص ایسا نہ بچا جو کسی نہ کسی عذاب میں مبتلا نہ ہوا ہو۔ بعض لوگ دردناک امراض میں مبتلا ہوگئے اور اکثر لوگ مجنون اور مخبوط الحواس ہوگئے۔"

عبدالملک بن مروان کے زمانے میں جب مختار بن ابی عبید الثقفی کوفہ کا حاکم مقرر ہوا تو اس نے چن چن کر ایسے لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا جنھوں نے حضرت حسینؓ کی شہادت میں حصہ لیا تھا اور اس فوج میں شامل تھے جو آپ سے لڑنے کے لئے بھیجی گئی تھی۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ اس نے ایک دن میں دو سو چالیس قاتلین حسینؓ کو قتل کیا۔ عمرو بن الحجاج زبیدی بھی آپ کے شہید کرنے والوں میں تھا۔ وہ کوفہ سے تو بھاگ گیا لیکن مختار کے آدمیوں سے بچ نہ سکا اور قتل کردیا گیا۔

شمر بن ذی الجوشن بھی بھاگ گیا تھا، اسے بھی مختار کے لوگوں نے پکڑ کر قتل کرڈالا اور اس کی لاش کو کتوں سے پھڑوادیا۔

قاتلین حسینؓ مختار کے پاس لائے جاتے اور وہ انھیں انتہائی اذیت سے قتل کرنے کا حکم دیتا۔ بعض کو آگ میں جلا دیتا، بعض کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیتا اور وہ سسک

سسک کر مر جاتے ۔ بعض کو تیروں سے مروا ڈالتا ۔ خولی بن یزید جس نے حضرت حسینؓ کا سر کاٹنے کا ارادہ کیا تھا مختار کے پاس لایا گیا ۔ مختار نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا ۔ اس کے بعد اس کی لاش آگ میں جلادی گئی ۔

ابن زیاد کے لشکر کے قائد عمرو بن سعد کا بھی یہی حشر ہوا اور اسے بھی اس کے بیٹے کے ساتھ قتل کر دیا گیا ۔

قاتلین حسینؓ میں سے جو لوگ جان بچا کر بھاگ گئے تھے بعد میں مختار نے ان کے گھروں کو منہدم کرنے اور انھیں آگ لگا دینے کا حکم دیا ۔

کوفہ میں قاتلین حسینؓ کا کام تمام کرنے کے بعد مختار نے ابراہیم بن اشتر کو عبیداللہ بن زیاد سے لڑنے کے لئے بھیجا ۔ ابن اشتر کے ساتھ بہترین آزمودہ کار افسر تھے ۔ ابن زیاد بھی شام سے ایک عظیم الشان لشکر لے کر اس کے مقابلے کے لئے چلا ۔ نہر خاذر پر دونوں لشکروں میں زبردست مقابلہ ہوا ۔ جس میں ابن زیاد کو شکست فاش ہوئی اور وہ میدان جنگ میں ابن اشتر کے ہاتھ سے مارا گیا ۔ ابن زیاد کے علاوہ دوسرے شامی سردار حصین بن نمیر اور شرجیل بن ذی الکلاع وغیرہ بھی مارے گئے ۔ ابن اشتر نے ابن زیاد اور دوسرے شامی سرداروں کے سر کاٹ کر فتح کی خوشخبری کے ساتھ مختار کے پاس کوفہ بھیج دیئے جو اسی قصر الامارۃ میں رکھے گئے جہاں حضرت حسینؓ اور آپ کے ساتھیوں کے سر رکھے گئے تھے ۔

مختار نے ابن زیاد اور عمرو بن سعد کے سر علی بن حسینؓ زین العابدین کی خدمت میں بھیج دیئے ۔ جب سر پیش کئے گئے تو وہ سجدے میں گر پڑے اور کہا ۔

" اللہ کا شکر ہے جس نے میرے لئے میرے دشمنوں سے میرا انتقام لے لیا ۔ "

اس طرح اللہ نے ہر اس شخص کو ہلاک کر دیا جو شہادت کے وقت میدان جنگ میں موجود تھا اور اس نے حضرت حسینؓ کے خلاف لڑائی میں حصہ لیا تھا ۔

اے مدعیانؑ محبتِ حسینؑ

○

اگر تم تعلیمات قرآن پر عمل نہیں کر سکتے۔

اگر تم اسوہ محمدیؐ کو مشعل راہ بنا نہیں سکتے

اگر تم حسینی کردار کے نقوش پا کو اپنی منزل بنا نہیں سکتے

اگر تم صبر و نماز کے ذریعہ خدا کی مدد نہیں چاہتے

اگر تم ہر حالت میں خدا کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔

اگر تم مال و دولت سے اپنے رشتہ داروں، غریبوں، مسافروں کی مدد نہیں کر سکتے

اگر تم حقوق اللہ کے ساتھ اس کے بندوں کے حقوق کو ادا نہیں کر سکتے

تو تمہیں "خون شہیدان کربلا" کا واسطہ اپنی نسبتوں کو پاک اور پوتر "دامن حسینؑ" سے وابستہ کر کے آلودہ نہ کرو۔

یاد رکھو

کربلا کے دامن نے حضرت حسینؑ کو چھپا نہیں لیا۔ یزید لعین مٹ نہیں گیا، ہمیشہ یزید پیدا ہوتے رہیں گے۔ تمہیں ضرورت ہے حسینی کردار کی ڈھال اور تلوار کو اپنانے کی تاکہ تم باطل کے علمبردار یزیدی لشکر جرار کا مقابلہ کر سکو۔

OOOO

اے دوستو فرات کے پانی کا واسطہ ۔۔۔ آل نبیؐ کی تشنہ لبی کا واسطہ

تم حیدری ہو سینہ اژ در کو پھاڑ دو ۔۔۔ اس خیبر جدید کا در بھی اکھاڑ دو

بڑھتی ہوئی جواں امنگوں سے کام لو ۔۔۔ ہاں تھام لو حسینؑ کے دامن کو تھام لو

خون پارے

مفسر قرآن بحر العرفان الحاج سیدی مولانا صحوی شاہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

در نوائے زندگی سوز از حسینؓ
اہل حق حریت آموز از حسینؓ

(اقبال)

دشت نینوا میں حضرت حسینؓ کا بیدردانہ قتل دنیا کی بربرتیوں میں پہلی اور آخری مثال ہے ان کی غریب الوطنی اور کس میرسی کو کیا کہئے ۔ ظالم کوفیوں نے جھوٹی دعوتیں دے کر انھیں بے یار و مددگار پھانسا ۔ ہائے کتنے سنگدل تھے یہ دغاباز میزبان

چاروں طرف سے گھرے ہوئے دشمن کا سب سے بڑا پشت پناہ و محافظ اگر کوئی تھا تو ایک اللہ ہی تھا جس کے مقابلے میں دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں بھی ماند پڑگئی تھیں اور بڑا سا بڑا اقتدار بھی پشتہ عاجز کی مثال تھی ۔

اس کے باوجود رضا بالقضا آپ کی عادت تھی اور جس مقصد کے لئے آپ نے اس دنیا میں ورود فرمایا تھا وہ محو ہو جاتا اگر آپ اس کے برخلاف عمل فرماتے لیکن یہ قطعی نا ممکن تھا کیوں کہ آپ اپنے مبارک ارادوں میں چٹان سے زیادہ اٹل تھے اور آپ کو تو ثبات قدمی اور استقامت فی الدین کا درس اس لئے دینا تھا کہ کمزور سا کمزور انسان بھی حق و صداقت کے لئے ڈٹ کر مقابلہ کرنا سیکھ جائے ۔ اور ان کے ادنیٰ غلاموں میں بھی ایسی

نسبت حسینؓ اور ہمارا سلسلہ (شجرہ طیبہ)

الہیٰ بحرمت رسول کائنات حضور انور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
الہیٰ بحرمت ابن عمیہ حضرت مولا علیؓ مشکلکشا
الہیٰ بحرمت اہلبیت حضرت سیدنا امام حسن بن علیؓ
الہیٰ بحرمت سید الشہدا حضرت سیدنا امام حسین بن علیؓ
الہیٰ بحرمت ابنہ حضرت سجاد سیدنا امام زین العابدینؓ
الہیٰ بحرمت حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ
الہیٰ بحرمت ابنہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
الہیٰ بحرمت ابنہ حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ
الہیٰ بحرمت ابنہ سیدنا امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ
الہیٰ بحرمت حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ عنہ
الہیٰ بحرمت حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ
الہیٰ بحرمت ابن اختسیہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ
الہیٰ بحرمت حضرت ابوبکر عبداللہ شبلی رضی اللہ علیہ
الہیٰ بحرمت حضرت شیخ ابوالقاسم نصر آبادی رضی اللہ عنہ
الہیٰ بحرمت حضرت شیخ ابو علی دقاق رضی اللہ عنہ
الہیٰ بحرمت حضرت ابوالقاسم قشیری رضی اللہ عنیہ
الہیٰ بحرمت حضرت ابو علی فارموی رضی اللہ عنیہ
الہیٰ بحرمت حضرت ابو یوسف جدانی رضی اللہ عنہ
الہیٰ بحرمت حضرت عبدالخالق غجدانی رضی اللہ عنہ
الہیٰ بحرمت حضرت مولانا عارف دیوگری رضی اللہ عنہ
الہیٰ بحرمت حضرت محمود ابوالخیر فقوی رضی اللہ عنہ
الہیٰ بحرمت حضرت عزیزاں خواجہ علی رامتنی رضی اللہ عنہ
الہیٰ بحرمت حضرت بابا سماسی رضی اللہ عنہ
الہیٰ بحرمت حضرت سید امیر کلال رضی اللہ عنہ
الہیٰ بحرمت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی بانی سلسلہ
الہیٰ بحرمت حضرت علاء الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ
الہیٰ بحرمت مولانا یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ

الہیٰ بحرمت حضرت عبداللہ اصرار رحمتہ اللہ علیہ
الہیٰ بحرمت مولانا زاہد رحمتہ اللہ علیہ
الہیٰ بحرمت مولانا محمود درویش رحمتہ اللہ علیہ
الہیٰ بحرمت ابنہ حضرت مولانا حمد المکنکیٰ رحمتہ اللہ علیہ
الہیٰ بحرمت خواجہ محمد باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ
الہیٰ بحرمت حضرت شیخ احمد سہروردی مجدد الف ثانی قادری، چشتی سہروردی رحمتہ اللہ علیہ
الہیٰ بحرمت حضرت آدم نبوی رحمتہ اللہ علیہ
الہیٰ بحرمت حضرت شیخ عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ
الہیٰ بحرمت حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلی رحمتہ اللہ علیہ
الہیٰ بحرمت ابنہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلی رحمتہ اللہ علیہ
الہیٰ بحرمت ابنہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلیؒ
الہیٰ بحرمت حضرت سید احمد بریلوی رحمتہ اللہ علیہ
الہیٰ بحرمت حضرت سید محمد علی مصطفیٰ واعظ رامپوریؒ
الہیٰ بحرمت شیخ محمد شاہ عالم خان رحمتہ اللہ علیہ
الہیٰ بحرمت حضرت شیخ محمد اسمٰعیل دہلوی رحمتہ اللہ علیہ
الہیٰ بحرمت حضرت شیخ محمد حیدر حسن آبادیؒ
الہیٰ بحرمت حضرت سلطان محمود اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ قادری چشتی سہروردی طبقاتی
الہیٰ بحرمت حضرت کمال اللہ شاہ رحمت اللہ علیہ
الہیٰ بحرمت حضرت پیر غوثی شاہ رحمتہ اللہ علیہ
الہیٰ بحرمت ابنہ حضرت پیر صحوی شاہ رحمتہ اللہ علیہ
الہیٰ بحرمت ابنہ حضرت پیر غوثوی شاہ مدظلہ
مرتبہ کتاب ہذا

۱۰/ محرم ۱۴۱۹ھ م ۷/ مئی ۱۹۹۸ء

کے عارفانہ الفاظ میں صرف ایک ہی ہے۔

ما برائے استقامت آمدیم ۔۔۔۔ نزپے کشف و کرامت آمدیم

اور قرآن کریم نے بھی ولی کی یہی پہچان بتائی ہے

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

غرض حضرت امام حسینؑ نے اپنی عبدیت تامہ و نہایت بندگی میں اولوالعزمی کے وہ نمایاں جوہر دکھائے جو ایک نبیؐ کے شایان تھے یا یوں کہیئے کہ حضرت ابراہیم کے رویائے صادقہ کی تعبیر صرف حسینؑ اعظم ہی کی شہادت عظمیٰ تھی جس کا اولین زینہ حضرت اسمعیل کا ایثار نفس تھا۔

واقعہ اسمعیلؑ پر غور کیجئے تو فدیناہ بذبح عظیم کے چھوٹے سے ٹکڑے کا مفہوم کتنا وسیع تر ہو جاتا ہے کہ بقول علامہ اقبالؒ

نہایت اس کی حسینؑ ابتداء ہے اسمعیلؑ

اور اسی آیت سے منشائے فطرت بھی ظاہر و باہر معلوم ہوتا ہے۔ اگر تاریخ اسلام کے ق الٹیں تو معلوم ہوگا کہ خلفائے راشدین کے مبارک دور کے بعد ایک ایسا زمانہ بھی یا تھا جس میں نبیؐ کی سی ضرورت لاحق تھی اور اس حدیث شریف کے مصداق کہ العلماء تی کا نبیاء بنی اسرائیل حضرت حسینؑ کے وجود کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے کیوں کہ پ نبی زادے تھے آغوش رسولؐ میں تربیت پائی تھی علم سفینہ کے ساتھ ساتھ علم سینہ ے بھی مالا مال تھے۔ کیوں نہیں انامدینۃ العلم و علی بابھا جو شان پدر ہوئی۔ دراصل اللہ لی کو حضرت حسینؑ ہی کی ضرورت تھی کہ وہ ان کے علم میں اس اسفسق و فجور کی ظلمتوں پر آفتاب بن کر چھا سکتے تھے۔

تعجب ہے کہ جس گھرانے سے بڑی بڑی حکومتوں کو کفر و شرک کے خلاف چیلنج بھیجے گئے اسی گھرانے کی ایک سب سیبر تر اور بہتر ہستی کے حلاف ایک بندہ زر نے دنیا کی جھوٹی پر فریب اور جلد فنا ہونے والی بادشاہت کے لئے علم بغاوت بلند کیا۔ دیکھنے والوں

نے دیکھا حق و باطل بر سر پیکار ہیں دیکھیں کون جیتے کون ہارے مگر لاغالب الااللہ آخر حق کی روشنی میں باطل کی ظلمتیں کافور ہو کر ہی رہیں مگر یزید کی تمنائے فاسد کو دیکھئے کے اسے حضرت حسین علیہ السلام کے دست مبارک ہی کی خواہش تھی کہ وہ ان سے بیعت خلافت لینا چاہتا تھا اور ان کے اس ید بیضا کو آستین استقامت سے باہر لانے کے لئے لوگوں سے حکومت دینے کے وعدے کئے۔ مگر جس ہاتھ نے دین کا دامن تھاما ہو وہ بھلا کیسے کسی دوسری طرف دراز ہو سکتا تھا اور پھر ید اللہ فوق ایدھم کی شان رکھنے والا حسین یہ بازی کیسے ہار سکتا۔ خوب رسہ کشی ہوئی۔ مگر حسین کے مضبوط ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی نہ ہو کسی یہ ہاتھ ادھر ہی رہے دراز نہ ہو سکے سچ ہے۔

شاہ ہست حسین بادشاہ ہست حسینؑ دین ہست حسین دین پناہ ہست حسینؑ

سرداد نہ داد دست در دست یزید حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسینؑ

حسینؑ نے سر کی بازی لگا کر خدا کی مرضی کا میدان جیت لیا اور اس آزمائش میں پورے اترے جو بارگاہ الوہیت سے اپنے مقبول ترین بندوں کو ودیعت کی جاتی ہے اس میں حق تعالیٰ دیکھتے ہیں کہ میرا چاہنے والا کبھی مجھے بھول تو نہیں جاتا۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ جب کسی شخص پر معمولی سی آفت بھی آجاتی ہے تو وہ ایسے میں اپنی عزیز ترین چیز کو چھوڑے بیٹھتا ہے اور اگر کوئی تکلیف اسے اپنے گہرے دوست سے بھی پہنچ جاتی ہے تو وہ اس کو برداشت نہیں کر سکتا بلکہ الٹا اس پر برس پڑتا ہے یہ ہے انسانی محبت کا مآل کار بر خلاف اس کے حسین علیہ السلام کا مسلک حیات صرف اللہ ہی اللہ تھا اور ان کا مطمع نظر محض۔ ابنما تولو انثم وجہ اللہ تھا وہ اس ابتلا سے کیسے گھبراتے۔ انہوں نے اسے اصباب من مصیبہ الا باذن اللہ کہہ کر آسان بنا لیا اور وہ آزمائش بھی کتنی کڑی تھی ولنبلو انکم بشی من الخوف والجوع نقص من الاموال والانفس والثمرات و بشیر الصبرین۔ الذین اذا صابتہم مصیبۃ قالو ان للہ و انا الیہ راجعون۔ مندرجہ بالا آیت کی روشنی میں حضرت امام حسینؑ کے واقعہ شہادت کا مطالعہ کیجئے تو اسر

میں صرف یہی معلوم ہوگا کہ یہاں حضرت حسینؓ ہی کے واقعہ شہادت کو حرف بہ حرف بیان کیا گیا ہے کیوں کہ شروع اسلام سے اب تک کوئی ایسا سانحہ عظیم وقوع پذیر نہیں ہوا جس کو حضرت حسینؓ کے معرکہ کرب و بلا پر ترجیح دی جاسکے۔ غرض اس اللہ والے نے اپنے بلانے والے کی دعوت یا ایتھا النفس المطمینہ ارجعی الی ربک راضیت مرضیہ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی پر لبیک کہی اور اطمینان و سرور ایقان و انبساط کے ساتھ بے نیازانہ عالم جاودانی کا رخ فرمایا۔

دنیا کے دستور کے مطابق اس سانحہ کرب و بلا کی یاد ہمارے سینوں کو روندتی رہے گی اور ہم اس آگ میں رہتی دنیا تک جلتے رہیں گے جو درد فراق کی سرزمین میں بھڑکائی گئی ہے اور ہم اس داستان ظلم و ستم کو یاد کر کے خون بھی روئیں گے تو کم ہے اس لئے کہ جو مصیبتیں ان پر ٹوٹی ہیں وہ دنیا والوں کے بہائے ہوئے آنسوؤں سے کہیں زیادہ ہیں۔ اور ان پر ڈھائے ہوئے ستم بھلائے نہیں بھولتے یہ زخم بھرنے بھی نہیں پاتے کہ پھر ہرے ہو جاتے ہیں۔ ویسے ہمیں ان کی موت کا غم نہیں بلکہ ان کے مصائب کا غم ہے کیونکہ وہ مرے نہیں وہ زندہ ہیں اب وہ زندہ جاوید رہیں گے کہ شہید کے معنی حاضر اور موجود کے ہیں دیکھئے ان شہیدوں کی زندگی کے بارے میں قرآن کی کیا تاکید ہے۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرن
ولا تحسین الذین قلتوا فی سبیل اللہ اموات بل احیاء عندریھم یرزقون

یہ ہے قرآن کا تہدیدی فرمان اور یہ ہے شہیدوں کی زندگی جاوداں

زندہ باد حسینؓ　　　پائندہ باد حسینؓ

اے صبا اے پیک دور افتادگان
اشک ما بر خاک پاک او رساں　　　(اقبال)

جواز لعنت بر یزید لعنۃ اللہ علیہ

ہمارے ایک اشتہار کا اہم اقتباس:۔

آنحضور صلعم نے حضرت علیؑ، فاطمہؑ حسنؑ اور حسین علیہم السلام کے تعلق سے فرمایا تھا کہ **انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالھم** جو شخص ان لوگوں سے لڑے گا میں بھی اس بدبخت سے لڑونگا اور جو ان سے صلح کرے میں بھی اس سے صلح کرونگا۔ اب بتائیے کہ حضرت حسینؑ کو قتل کرنے والا آنحضور صلعم کے اعلان جنگ سے کیا بچ گیا ہے۔ ہرگز نہیں اس پر قیامت تک ہی نہیں بلکہ ہمیشہ ہمشہ خدا اور اس کے رسولؐ کی اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت پڑتی رہے گی۔۔ آئیے ہم دیگر احادیث سے یزید پر لعنت کے جواز کو پیش کرتے ہیں۔

● طبرانی کی ایک حدیث آحضورؐ نے فرمایا: "خدا یزید کا برا کرے" (طبرانی) اور "ابن شیبہ" کی حدیث میں وارد ہے کہ آپؐ نے فرمایا "خدا یزید کا بھلا نہ کرے" اور بیہقیؒ نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ "میرے دین کو سب سے پہلے یزید اموی بگاڑے گا۔ (بیہقی) اور ابوالعلی نے روایت کی کہ حضرتؐ نے فرمایا "سب سے پہلے بنو امیہ کا ایک شخص یزید میرے دین میں رخنے پیدا کرے گا۔" (ابو العلی) کیا رسول خداؐ کے نواسے کا قاتل اور دین اسلام میں رخنے پیدا کرنے والا لعنتی نہیں؟۔ یقیناً یزید لعنتی اور دوزخی ہے۔

● حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے عبداللہؒ نے ان سے پوچھا کہ یزید لعنت کرنے کا کیا حکم ہے، انھوں نے جواب دیا کہ میں کیسے اس شخص یزید پر لعنت نہ کرو جس پر خدا نے لعنت کی ہے۔" اور اس کے ثبوت میں انھوں نے یہ آیت پڑھی - **فھل عیستم ان تولیتم ان تفسدو فی الارض و تقطعو الرحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ** (سورہ محمدؐ آیت ۲۲-۲۳) ترجمہ: پھر تم سے اس کے سوا اور کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ تم فرمانبردار ہوگئے تو زمین پر فساد برپا کروگے اور قطع رحمی کروگے ایسے ہی لوگ وہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی۔ یہ آیت پڑھ کر احضرت امام حمد بن حنبلؒ نے فرمایا: اس سے بڑا فساد اور اس سے بڑی قطع رحمی اور کیا ہوگی جس کا ارتکاب خود یزید نے کیا۔ اگرچہ کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے نہ کیا مگر اس کا اصل ذمہ دار تو وہی ہے۔ (ماخوذ البدایہ ج ۸ ص ۲۲۳)

لعنت بر یزید کا ایک اور جواز

• حضرت حسن بصریؒ جو علی کرم اللہ وجہہ کے خلیفہ خاص سلسلہ قادریہ چشتیہ کے مرکز اصلی حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے چند سوالوں کا جواب دیتے ہوئے کہا میں اور اہل شام (یزیدیوں) سے راضی رہوں؟ خدا ان کا ناس کرے کیا وہی نہیں ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے نواسے کا قتل کیا اور ان کے حرم پاک مدینہ منورہ (جس کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے) اس کو (اپنی بدکرداری) سے حلال کیا اور تین دن تک اس کے باشندوں کا بے دردی سے قتل عام کیا اور وہاں دیندار خواتین کی عزتیں لوٹی گئیں حتیٰ کہ ایک ہزار عورتیں زنا سے حاملہ ہوگئیں (جس کو تاریخ اسلام نے واقعہ "حرہ" یعنی آزادی کا نام دیا ہے) پھر یزیدی "بیت اللہ" پر چڑھ دوڑے اس پر سنگ باری کی اور اس کے مقدس غلاف کو آگ لگائی اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو قتل کرکے بازار میں تین دن تک لٹکا دیا، ان یزیدیوں پر اللہ کی لعنت ہو اور وہ برا انجام دیکھیں

(ماخذ ابن الاثیر ج ۴ ص ۱۷)

جو جید علمائے اسلام جواز لعنت بر یزید کے قائل ہیں ان میں ابن جوزی قاضی ابوالعلی علامہ جلال الدین سیوطیؒ وغیرہ کے علاوہ حافظ ابن کثیر بھی ہیں۔ حافظ ابن کثیر نے حضور اکرمؐ کی وہ احادیث جس میں حضرت سیدنا حسین علیہ السلام کی فضیلت مرقوم ہے اس کی بنیاد پر یزید کی لعنت کو جائز رکھا ہے۔ مشہور خلیفہ اسلام حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی مجلس میں ایک مرتبہ ایک شخص نے یزید کا ذکر کرتے ہوئے "امیر المومنین یزید" کے الفاظ استعمال کئے تو آپؒ نے سخت ناراض ہوکر اس سے فرمایا "تو یزید کو امیر المومنین" کہتا ہے اس کی سزا بھگت، چنانچہ آپ نے اس کو بیس کوڑے لگوائے۔ (ماخذ تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۳۶۱) معلوم ہوا کہ یزید ہر زمانہ میں لعین و لعنت کے قابل متصور رہا ہے۔ حضرت مولانا رومؒ اور حضرت علامہ اقبالؒ نے بھی اپنے اشعار میں یزید پر تنقید کی ہے۔

پس ان تمام حوالوں و حدیثوں سے یزید پر لعنت کا جواز بہ آسانی نکل آتا ہے۔ ویسے بھی ہمارا تقاضائے ایمان یہی ہے کہ ہم حضرت حسینؑ کی یاد میں مجلسیں قائم کریں اور ان کی شان میں منقبتیں پڑھا کریں اور ساتھ ساتھ یزید لعین پر لعنت بھی بھیجا کریں۔ تاکہ ہم کو ثواب دارین حاصل ہو۔ واضح باد کہ حضورؐ نے قسطنطنیہ فتح کرنے والے کو جنت کی بشارت دی ہے اور قسطنطنیہ کو فتح کرنے والا سلطان محمد فاتح ہے جو سلطنت عثمانیہ کا حکمران تھا اور یہ فتح 29/ مئی 1453ء کو ہوئی۔

در شان حسینؑ

از: حضرت سیدی شاہ کمال علیہ الرحمہ
(جو ٹیپو سلطان شہید کے پیرو مرشد ہیں)

ماخذ خرمن کمالؒ —
مرتبہ مولانا صحوی شاہؒ

خاتم آلِ عبا اوپر سلام
وارث خیر الوریٰ اوپر سلام

شاہ باز عرصہ عرفان پر
اوج وحدت کا ہما اوپر سلام

بے بلا حاصل نہیں حق کا وِلا
اُس ولیؑ ذوالبلا اوپر سلام

حق نمائی ہے کمالِ بندگی
بندۂ اللہ نما اوپر سلام

جز خطا گر نیں کیا تو اے کمالؔ —
بول اُس صاحبِ عطا اوپر سلام

○

جس دل کو اتحاد ہے آل عبا کے ساتھ
اُس دل کو اتّصال ہے حق کی رضا کے ساتھ

ملحق تھا آہ حلق سے تیرے لب رسولؐ
منضم ہے آج خنجر دست جفا کے ساتھ

ازروئے علم و عین و وجود و شہود تو
بیگانہ ہے خودی سے یگانہ خدا کے ساتھ

تو یوں نبیؐ کے ساتھ سایہ و تابش ذکا کے ساتھ
صلوات کے صحیفے تحیات کے تحف

ہر روز بھیجتا ہوں رسولؐ صبا کے ساتھ
نعت نبیؐ و منقبت آل اے کمالؔ —

کہ ضم خدائے عز و جل کی ثنا کے ساتھ

رباعی

از۔ "کنزالعرفان"
حضرت سیدی غوثی شاہ صاحبؒ

جب پردہ غیب سے ندا یہ پہونچی — سر باز ہے میدان رضا کا کوئی
یوں بڑھ کے کہا شاہ شہیداں نے وہیں — اس کام کو حاضر ہے حسینؑ ابن علیؑ

آہ حسینؑ

تھے شقی کیا چیز شاہ کربلا کے سامنے
امتحاں صبر و رضا کا تھا بلا کے سامنے

کانپ جاتا تھا دلیری سے جو آتا تھا شقی
شیر گیدڑ کیوں نہ ہو شیر خدا کے سامنے

جب ندا آئی ہے میدان رضا کا مرد کون
شہ نہ بڑھ کر رکھ دیا سر مسکرا کے سامنے

کوئی پامال ستم ایسا بتلائے تو
شرم سے پھر جاتے تھے ظالم بھی آ کے سامنے

کیا کسی کی تیغ اور نیزہ کسی بد بخت کا
بسمل شمشیر تسلیم و رضا کے سامنے

خانماں برباد آوارہ وطن ، بے آسرا
ایسا بھڑ جاتا ہے کیا کوئی بلا کے سامنے

بھاگے سارے اشقیا یہ کہہ کے اب آئے نبیؐ
اک نہ ٹھہرا ہم شبیہ مصطفیٰؐ کے سامنے

ساتھ ہے تسلیم کی دولہن ، جلوس صبر و شکر
دیکھنا جاتا ہے کیا دولھا ، خدا کے سامنے

ماتم شبیرؑ میں غوثی ہے سینہ کربلا
داغ دل جلتے ہیں شاہ کربلا کے سامنے

ماخذ طیبات غوثی
(مصنفہ حضرت سیدی غوثی شاہؒ)

شرح آیت ذبح عظیم

از: حضرت مولانا غوثوی شاہ صاحب المتخلص بہ ساجدؔ
خلف خلیفہ و جانشین حضرت مولانا صحوی شاہ صاحب علیہ الرحمہ

○

غمِ حسینؑ میں آنسو بہائے جاتے ہیں — فدائیوں ہی سے صدمے اٹھائے جاتے ہیں

نکلتی رہتی ہے سینہ سے آہ رہ رہ کے — فراق و ہجر کے یوں داغ کھائے جاتے ہیں

قتیلِ راہ وفا ، وہ شہیدِ صبر و رضا — فلک کے جور و ستم سب اٹھائے جاتے ہیں

نواسے یعنی شہہ دوسراؐ کے لختِ جگر — لٹا کے خانماں پھر مسکرائے جاتے ہیں

خدا کو اور کوئی کب ہے اس قدر محبوب — ہر اک بلا میں حسینؑ آزمائے جاتے ہیں

بہا کے خون کا دریا حسینؑ شاداں ہیں — فرشتے شرم سے گردن جھکائے جاتے ہیں

ہے شرح آیت ذبح عظیم یہہ ساجدؔ
حسینؑ کرب و بلا میں ستائے جاتے ہیں

ماخذ "گلکدہ خیال"

منقبت حسین علیہ السلام

○

ماخذ: "تقدیس شعر"

از: حضرت مولانا صحوی شاہ صاحب علیہ الرحمہ

ماتم شبیرؑ سے بخشائیش عصیاں ہوئی — یاد اہل اہلبیت ہی سرمایہ ایماں ہوئی

وہ حسینؑ ابن علیؑ وہ تاجدار اولیاء — اس کی نسبت ہی میری توقیر کا ساماں ہوئی

کیا کروں اس کے مناقب اور مراتب کا بیاں — زندگی جس کی سراپا آیت قرآں ہوئی

جس کے ہر کردار میں پنہاں اساس دین تھی — یہ حقیقت بھی اسی کے قتل سے عریاں ہوئی

آہ کیوں کر غم نہ ہو اس کے مصائب کا ہمیں — مرگ خوں آشام جس کی سرخی عنوان ہوئی

آیت تطہیر کی وہ ذات جو تفسیر تھی — باحدیث مصطفیٰؐ دو جسم اور اک جاں ہوئی

کھیل جاتا تھا جو اکثر خنجر و تلوار سے — پھلجڑی اس کے لئے اک صورت پیکاں ہوئی

رن میں اترا اس طرح وہ دست حق مرد خدا — ذوالفقار حیدری شمشیر تھی براں ہوئی

آرزوئے خاک بوسی کربلا کی راہ میں — سینہ صحویؔ میں ایک عرصہ ہوا پنہاں ہوئی

دو شعر

○

نظام وحدت ملت فنا بہ کثرت ہے — حسینؑ ابن علیؑ کی پھر اب ضرور ہے

وہ شاہ صبر و رضا ، وہ مجاہد اسلام — ہزار اس پہ درود ہزار اس پہ سلام

"طیبات غوثی" کا ایک ورق

از: الحاج حضرت سیدی غوثی شاہ صاحبؒ

اُنظرنا یارسول اللہ صلعم

حضورؐ کی جو نظر ایک بار ہوجائے — تو پھر غلام بھی اک شہر یار ہو جائے
حضورؐ کے قدم پاک پر جو دم نکلے — ابھی سکون دل بے قرار ہوجائے
نظر کا تیر وہ دلکش ہے میرے مولا کا — خدا کرے یہ کلیجے کے پار ہوجائے
میرے حضورؐ کا نقش قدم جو دیکھے کہیں — تو جبرئیل تڑپ کر نثار ہوجائے
نکل کے روضہ اقدس سے یاں بھی آجانا — مہک ادھر بھی نسیم بہار ہوجائے
نبیؐ کے عشق میں آنکھوں سے ٹپکے جو آنسو — ٹپکتے ہی وہ درشاہوار ہوجائے
جو داغ عشق نبیؐ لے کے قبر میں جاؤں — چمک کے وہ وہیں خورشید وار ہوجائے
نبیؐ کے عشق میں ایسی بڑھ مجھے وحشت — کہ جامہ ہستی کا یہ تار تار ہوجائے
جلوں میں آتش عشق نبیؐ میں یوں غوثیؔ — جگر بھی سینہ بھی دل داغدار ہوجائے

وسیلہ

جناب رحمت عالم کی رحمت کا وسیلہ ہے — خدا جن پر ہے شیدا ان کی الفت کا وسیلہ ہے
عبادت کا وسیلہ زاہدو تم کو مبارک ہو — سلامت ہم کو حضرت کی شفاعت کا وسیلہ ہے
نکیرین آکے تربت میں مری یہ کہہ گئے واپس — اسے کیا پوچھتے ہو اس کو حضرت کا وسیلہ ہے
جو حق بھی خلد میں ہمراہ حضرت دیکھ کر پوچھے — اشارے سے کہوں حضرت سلامت کا وسیلہ ہے
میں بے پرواہوں غوثیؔ دغدغہ سے دین ودنیا کے — دو عالم میں مجھے شہ کی عنایت کا وسیلہ ہے

"نذرِ مدینہ" کا ایک ورق
عاشقِ احمدؐ

○

از: الحاج حضرت سیدی مولانا صحوی شاہ صاحبؒ

میں عاشقِ احمد ہوں مجنوں ہوں نہ سودائی
یہ دولتِ بے پایاں تقدیر سے ہاتھ آئی

دل دردِ محبت سے بھرپور ہے یوں جیسے
اِک موج کے دبتے ہی اک اور ابھر آئی

عالم وہ تصوّر کا یوں دل میں جمایا ہے
جس سمت نظر ڈالی صورت وہ نظر آئی

وہ ہونگے جہاں ہوگی اک انجمن آرائی
ہم ہونگے جہاں ہوگی تنہائی ہی تنہائی

کیا دل سے کوئی کھیلے جب جان پہ بن آئی
کیا خوف ہو ذِلّت کا اور کیا غمِ رسوائی

وہ محفلِ انجم ہو یا چاند ہو یا سورج
رخسارِ محمدؐ سے ہر شئے نے ضیاء پائی

اِک نور کا عالم ہے جس سمت جدہر دیکھو
تنویرِ محمدؐ سے ذرّوں نے جِلا پائی

دل ٹوٹ گیا اپنا جی چھوٹ گیا اپنا
ہم ہیں غمِ جاناں ہے اور گوشۂ تنہائی

یہ حبِّ محمدؐ سے گستاخی ہے اے صحویؔ
کیوں سینۂ سوزاں سے اِک آہ نکل آئی

حسینؑ اور انقلاب

جوش ملیح آبادی

○

تاریخ دے رہی ہے یہ آواز دم بہ دم — دشت ثبات و عزم ہے دشت بلا و غم
صبر مسیح و جراءت سقراط کی قسم — اس راہ میں ہے صرف اک انسان کا قدم

جس کی رگوں میں آتش بدر و حنین ہے
جس سورما کا اسم گرامی حسینؑ ہے

جو صاحب مزاج نبوت تھا وہ حسینؑ — جو وارث ضمیر رسالتؐ تھا وہ حسینؑ
جو خلوتی شاہد قدرت تھا وہ حسینؑ — جس کا وجود فخر مشیت تھا وہ حسینؑ

سانچے میں ڈھالنے کے لئے کائنات کو
جو تولتا تھا نوک مژہ پر حیات کو

ہاں اب بھی جو منارہ عظمت ہے وہ حسینؑ — اب بھی جو محو درس محبت ہے وہ حسینؑ
جس کی نگاہ رگ عدالت ہے وہ حسینؑ — آدم کی جو دلیل شرافت ہے وہ حسینؑ

واحد جو اک نمونہ ہے ذبح عظیم کا
اللہ رے انتخاب خدائے حکیم کا

عزت پہ جس نے سر کو فدا کرکے دم لیا — صدق و منافقت کو جدا کرکے دم لیا
حق کو ابد کا تاج عطا کرکے دم لیا — جس نے یزیدیت کو فنا کرکے دم لیا

فتنوں کو جس پہ ناز تھا وہ دل بجھا دیا
جس نے چراغ دولت باطل بجھادیا

یہ صبح انقلاب کی جو آج کل ہے ضو! — یہ جو مچل رہی ہے صباء پھٹ رہی ہے پو
یہ جو چراغ ظلم کی تھرارہی ہے لو — در پردہ یہ حسینؑ کے انفاس کی ہے رو

حق کے چھڑے ہوئے ہیں جو یہ ساز دوستو!
یہ بھی اسی جری کی ہے آواز دوستو!

May Allah Give Them Best Rewards

Machlipatnam

Moulana Abdul Monaf Ahmed-
-Bilali Shah Saheb

Moulana Shaik Dawood Shah Saheb
Moulana S.M. Imam Mohiuddin-
-Jameel Shah Saheb
Janab Mohammed Ali Saheb
Janab Iqbal Pasha Saheb
Moulana Abdullah Shah Saheb

Bellary

Moulana Qureshi Shah Saheb
Alhaj K. Abdul Ghani Shah Saheb
Naseeruddin Shah Saheb
Khaja Hussain Shah Saheb
Janab Basharthullah Saheb
Janab Habeebullah Saheb

Sirguppa

K. Siddiq Saheb
K.Ghouse Saheb
T. Allah Bakhash Saheb

Bombay

Moulana A.K. Basha Suroori Shah Saheb
Moulana Shahed Ali Rumoozi Shah Saheb
Moulana Ilyaas Shah Saheb
Moulana Aynuddin Shah Saheb
Moulana Md. Dr. Khan Aftaab Sirajuddin-
-Ishqui Shah Saheb

Sangareddy

Moulana Abdul Lateef Shah Saheb
Moulana Mohammed Azam Shah Saheb
Moulana Mazher Ali Jeelani Shah Saheb
Moulana Inayath Ali Shah Saheb
Moulana Ghouse Khan Shah Saheb

Karada

Moulana Syed Mushtaq Hussain Shah-
Sahab Quadri

Taluqa : Dapoli   Dist. Ratnagiri

Mancherial

Moulana Sultan Mohiuddin Shah Saheb
Janab Aleem Mohiuddin

Hubli

Moulana Ahmed Shah Saheb Tandoori

Hyderabad

Alhaj Mohammed Moulana Shah Saheb
Moulana Mohammed Abbas Shah Saheb (Dammam)
Janab Mohammed Mujtaba Sadruddin Quadri Tahseen Saheb (Dammam)
Moulana Taufeeq Ahmed Shah Saheb
Moulana Hidyathullah Shah Saheb
Moulana Mushtaq Ahmed Shah Saheb
Janab Abdul Khader Saheb, Janab Abdul Khaled Saheb

★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★

ہماری مطبوعات

○ مواعظ غوثی	تقاریر از حضرت غوثی شاہ	بار اول
○ کلمہ طیبہ	حضرت غوثی شاہ صاحبؒ	بار دوم
○ مقصد بیعت	حضرت غوثی شاہ صاحبؒ	بار دوم
○ کتاب مبین (سورہ بقر)	حضرت صحوی شاہ صاحبؒ	بار دوم
○ تشریحی ترجمہ قرآن (الم تا ناوالناس)	حضرت صحوی شاہ صاحبؒ	بار دوم شائع
○ منظوم ترجمہ (الم تا ناوالناس)	حضرت صحوی شاہ صاحبؒ	بار دوم شائع
○ رد منافقت	حضرت صحوی شاہ صاحبؒ	بار دوم
○ تقدیس شعر	حضرت صحوی شاہ صاحبؒ	بار دوم
○ کلمات کمالیہ	مصنفہ حضرت شاہ کمال اللہ	بار دوم

مولانا غوثوی شاہ صاحب کی تصانیف ○ رسول جہاںؐ ○ میزان الطریقت ○ اسرار الوجود ○ عظمت مدینہ ○ دیارین ○ کتاب سلوک ○ فضائل کلمہ طیبہ ○ فیوضات کمال ○ تعلیمات صحویہ ○ تذکرہ نعمانؒ ○ سرسری تعارف بنام تذکرہ شیخ اکبرؒ ○ گلکدہ خیال (شعری مجموعہ)

====================

عقائد اہل سنت سے متعلق حضرت مولانا صحوی شاہ صاحب قبلہ کی مشہور تصنیف "بدعت حسنہ" بحمد اللہ بار چہارم شائع ہو چکی ہے قیمت 20 روپے ملنے کا پتہ، حسامی بک ڈپو مچھلی کمان، حیدرآباد اور ادارہ النور، بیت النور، چنچلگوڑہ، حیدرآباد۔